

وہ سے کا آدمی



شنايق محمد

بلطفہ



محمود فاروق فرزانہ
اور — انسپکٹر جمیل سیرین

متفرق سلسلہ نمبر ۲

لوہ کا ادھی

اشتیاق احمد

بِشَّرِيَّةُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی عیادت کی (اس کے پوچھنے کے شرطیں لے گئے۔ بیماری میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا، تیرا جی کسی پیجز کے کھلے کوچا پاہتا ہے؟ وہ بولا، جی ہاں! گھر میں کھوٹی کھلے کو جی پاہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص کے پاس گھر میں کی روٹی ہو، وہ اپنے جانی کو بچ دے۔ پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی بیمار ہو اور وہ کسی پیجز کی خواہش کرے تو اس کو کھلانی جائے (بیٹھ کر) وہ پیجز اس کو ضمیر نہ ہو۔

مسنون ابن ماجہ شریف، جلد سوم،
صفحہ نمبر ۹۵، حدیث نمبر ۳۲۵

بِشَّرِيَّةُ
بِشَّرِيَّةُ
بِشَّرِيَّةُ
بِشَّرِيَّةُ

نام ناول	لبیبے کا آدمی
طبع	اشتاق احمد
کتابت	سید ناصر
قانونی مشیر	شیخ محمد ایڈو کریم
سرودق	محمد مقصود علیہ
طبع	فضل شریف پڑڑ
قیمت	۱۰ روپے

اشتاق پنہلی گذشتہ
۹/۱۷ نیز کاہر — سلم پورہ — ساندھ تکال — ۴ بہر

فائل نمبر: 321537

دو باتیں

اسلام علیکم : پرانے نادلہ دبادہ دہ سالہ بعد شائع کرتے
 تھے ایک صحیح کہہ تو شک کا احساس ہوتا ہے۔ میر آج تکھے
 اکھر تھیج کھٹکھٹک کہہ تو شکہ وہ نہیں کھٹکھٹک کا۔ اگر آپھ
 کو کچھ میر کر کے دہ آئے ہے تو مجھے اس کا الجھٹ سے نہ احت
 مالہ کرنے ہے میر کھو دھڑو ریکھئے گا۔ اور اگر وہ آپھ
 کھٹکھٹک کھٹکہ نہ آئے ہو تو ایک خط کھو کر بتا دیجئے گا کہ
 آپھ کھٹکھٹکے ساتھ اکھر کٹھو کے سوار ہیں۔ اس طرح بھی
 بنے تو شکہ مالہ ہو گھٹکہ اور میر اکھر ایکھر اور تو شکہ کے وہ جانتے
 کے پکڑتھ کھٹکھٹک پکڑ پڑھ جاؤ گا۔ اور آپھ بیانتے گی ہیں
 یہ کھٹکہ تو اتنے بہتر سے دو یہ تو اکھر کے مذاہیہ ہیں۔
 پتا نہیں ، کیا تکھے گیا ہو لہو۔ پڑھ کر اندازہ لگانے
 کے تو شکھ رانا آپھ کا کام ہے۔

— سے —

شیخ صاحب ناشتے کی ...

شیخ صاحب ناشتے کی میز پر اپنے دھان کا انٹکار کر رہے تھے۔
جب وہ نہ آیا تو انہوں نے اپنے ملازم کریم خان کو اس کے کرسے کی
طرف پیچا دتا کہ معلوم کرے، کیا بات ہے۔ ملازم نے واپس آ کر بتایا کہ
دھان اپنے کرسے میں نہیں ہیں ...
کرسے میں نہیں ہیں .. تو باقاعدہ دروازہ لٹکا دیا ہوتا۔ ”شیخ
افق راجح صاحب نے مت بنانے کر کہا۔

”باقاعدہ روم کا دروازہ سکھا ہے۔ وہ اس میں بھی نہیں ہیں“
”ووہ .. تو پھر باغ میں جا کر دیکھو وہ چھل قدمی کرنے سے بدل گئے ہوں
گے۔“ حسن نے کہا۔

”بھی بہتر۔“ ملازم نے کہا اور تین تیز پلتا باغ کی طرف چلا آیا۔
واپس آیا تو اس کے چھرے پر حیرت کے آثار تھے۔ اس نے کہا
”جذاب ! وہ باغ میں بھی نہیں ہیں۔“

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“ ان کے متھے سے بخلاء، ساختہ ہی وہ گری سے
آٹے کھڑے ہوئے۔

پسے وہ دھان کے کرسے میں آئے ... اور اونھر دیکھا، باقاعدہ روم

کے اندر لظر قائل، پھر باغ میں محروم پھر کرو دیکھا اور اس کے بعد کوئی
کے بھی کرسے دیکھوڑا لے، لیکن مہمان تو اس طرح غائب تھا جیسے اُسے
کے بر سے سینگ۔

آئی جی صاحب سر پکڑ کر بیٹھ گئے... ان کے مہمان کا ہم فراز کردی
صدیقی تھا۔ چند روز پہلے وہ ان کے ایک دوست کا خط لے کر وہرے
شہر سے آیا تھا... آئی جی صاحب کے دوست نے لکھا تھا کہ صدیقی
صاحب ان کے دوست ہیں، وہ بیان ایک ضروری کام سے آئیں
کے اور چند دن شہری گے، یہی نے ان کے لیے آپ کا مگر پسند
کیا ہے۔ ابید ہے، انہیں مہمان رکھنا آپ کو ناگوار نہیں گزے گا۔
خط آئی جی صاحب کے ہست ہتھی قریبی دوست نے لکھا تھا،
اس کے لیے تو وہ جان سک دینے کے لیے تیار تھے... ان کے
دوست کا نام شاہزادہ منیر خاں اور وہ بھی سرکاری ملازم تھے... انہوں
نے بڑی خوشی سے صدیقی صاحب کو رہنمی کی اجازت مسے دی۔
ان کے لیے ایک کروٹیک کرو دیا... طازم کو ہدایت کر دی کہ انہیں
جس کی مزہرات ہو، فراودی چانسے۔ انہیں رہنے ہونے چند دن
ہو گئے تھے۔ شیخ صاحب صبح کا ناشتا اور بات کا کھانا ان کے ساتھ
تناول کرتے تھے... اور اس وقت بھی وہ ناشتے کے لیے ان کا
انتحار کر رہے تھے کہ معلوم ہوا مہمان غائب ہے۔

ایک بار پھر وہ مہمان کے کرسے میں آئے۔ بیان کسی بے ترسی

کے آنکھ نہیں تھے۔ ہر چیز سنتے سے رکھی تھی۔ البتہ بستر کی چادر پر
کوئی سوت نہیں تھا، اور اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ مہمان
بات کو پہتر پر سوچا ہی نہیں... تو پھر... کیا وہ راست کو ہی بھائی
سے پہنچ گئے... آخواں طبع چوب چھاتے جانتے کی آئیں کیا مزہرات
پیش آگئی تھی۔ وہ سوچ میں ٹوب گئے۔ ان کی ایمن لمحہ سر
بڑھتی چاہی تھی... اچانک انہیں اپنے دوست شاہزادہ نہیں کا خیال آیا
انہوں نے فرماں اس سے فون پر رابطہ قائم کیا۔

دہلوی میر... میں انختار احمد بول رہا ہوں... دادا لکھوت کے!
مرے شیخ صاحب... آپ کیسے ہاتھ تھے... اور ہاں... میرے
دوست صدیقی کا کیا حال ہے؟ دوسری طرف سے خوشی سے بھر پر آواز
ہیں کہا گیا۔
ہمیں نے اس وقت ان انہی کے لیے کیا ہے؟ شیخ صاحب
لے کرنا۔

”بھی... کیا مطلب...“ شاہزادہ نے پوچھا کر نوچا۔
”صدیقی کو تم کب سے جانتے ہو؟“ انہوں نے پوچھا۔
”آخر بات کیا ہے؟“ اس رتبہ دوسری طرف سے سمجھت رہا
لے میں پوچھا گی۔

”پہنچ ہم باؤ تو سی۔ صدیقی کو کب سے جانتے ہو، وہ تھا
دوست کب سے بنائے۔ اور بھائی کیا کرنے کے لیے آیا ہے؟“

۱۰۹ — یہ آپ کی کہہ رہے ہیں :
 میں نے بالکل صحیح کہا ہے۔ اس کا مطلب ہے ... تم بھی
 ان کے پارے میں کچھ نہیں جانتے۔ خیر میں دیکھتا ہوں کہ اس ساتے
 میں کیا کیا جا سکتا ہے ؟
 یہ کہ کر انہوں نے مدد منقطع کر دیا اور دعاوہ کسی کے نہ
 واکی کرنے لگے۔

ان پرکڑ جو شہزادی نائنے کی میز پر بیٹھے اخبار پڑا۔ ہے تھے ...
 بیگ جو شہزاد بادپھی خانہ میں ہمدرود تھیں۔ اتنے میں محمود، غاروق اور
 فرزانہ کسی بات پر جھکتے ہوئے نائنے کی میز پر آگئے۔

میں کہتی ہوں — یہ بالکل صحیح ہے ؟ غاروق نے مشبوط لٹکے ہیں کہا۔
 اور میں کہتا ہوں، یہ دیکھ ہے، نہ غلط ۔ ” محمود نے جھلا کر کہا
 ان پرکڑ جو شہزاد اخبار پر سے نظری ٹھاکر اپنی حیرت زدہ انداز
 میں دیکھتے لگے۔ ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی تھی کہ وہ کس بات
 پر جھک لارہے ہیں پھر اپنیں محمود کے لٹکے کا خیال آیا۔ انہوں نے کہا،
 یہ کے ہو سکتا ہے محمود۔ ایک بات نہ غلط ہے نہ درست ۔
 بھی ہاں — ان دونوں کا خیال بالکل غلط ہے۔ ” محمود نے دیکھ کر نے

شیخ صاحب ... آپ کے سوالوں نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔
 خدا جانے بات کیا ہے، بہر حال میں بتاتا ہوں ... افواہ احمد صدیقی کے
 میری ملاقات ایک پارٹی میں ہوتی تھی ... ہم وہیں ایک دوسرے
 سے گھل مل چکے اور اس کے بعد بھی اکثر ملتے رہے۔ اس بات کو دوسرے
 ہ پچھے ہیں ... ہماری دوستی روز بروز مشبوط ہوتی ہمارتی ہے ...
 دارالحکومت میں اسے کوئی ذاتی کام تھا ... مجھے سے ذکر کرتے ہوئے
 اس نے پوچھا تھا کہ یہاں میر اکونی دوست ہے یا نہیں ... میر اپ
 سے اچھا دوست یہاں کون ہوتا، میں نے آپ کا نام لے دیا، کہنے
 والا ان کے تامن رقصہ کھو دیا۔ میں چند دن ان کے ہاں عبور کر اپنا
 لا کر رہوں گا۔ میں نے اس میں کوئی حریج نہ سمجھا اور رقصہ کھو دیا۔
 اب آپ بتائیے — بات کیا ہے، میری پریشانی میں اضافہ ہوتا جاتا
 ہے ۔ یہ کہ کر شاہد میر ناموش ہو گیا۔

” تو پھر سنو — رات لا کھانا کھا کر ہم سونے کے لیے پڑے اپنے
 کرسے میں پڑے گئے تھے۔ بیچ جب میں نے ملامم کو ان کے کرسے
 پس بسجا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنے کرسے میں نہیں ہیں — پورے گھر میں
 انہیں دیکھا گیا، مگر ان لا ذور دوڑ سک پتے نہیں چلا۔ اب ہیں
 تھراں ہوں، وہ بتائے بیضیر رات کو نہ جانے بس وقت کہاں پڑے
 چکے۔ پرست کی پادر پر کوئی سوک نہیں ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے
 کہ وہ رات کو پرست پر سرے سے سوئے رہی نہیں ۔ ”

یہ بزرگ پوچھنا چاہیں کہ اکریک وقت دو باتیں کس طرح ہو سکتی ہیں
یعنی خلط نہ درست۔ اسپکٹر جیشید نے قدرے مسکرا کر کہا۔
”وہ اسی طرح ایا جان... دیسی مرغی کے انہیں تو شاید ہاتھی
کا بوچہ سد سکیں... لیکن مجھے یقین ہے دلایا تی مرغی کے انہوں پر اسی
ہرگز ہرگز سکھنے نہیں ہو سکتا۔“
حمد کی بات پر اسپکٹر جیشید کی ہنسی نہیں ہوتی۔ اس وقت بیگ جیشید
ناشیت کی وجہ سے اٹھانے بینکی طرف آئی نظر آئی۔
”اور فرزاد تم اس بات کو خلا کیس طرح کہتی ہو۔“
”اس طرح ایا جان کہ ہاتھی کا ورنہ... خدا کی پناہ۔ ایک نہایت
سادھا اس کا بروج کس طرح سارگناستے ہے، یہ بات میرے حلقو سے
کو اترتی نہیں۔ فرزاد نے کہا۔
”بیکھر تم اس سلطان کی بجا سے فہریں میں آتا رونا۔“ فاروقی مسکرا کا۔
”میکو اور اسپکٹر جیشید کو ہنسکا گا۔“
”یہ بس سچ کیا آتا رہا جا رہا ہے؟“ بیگ جیشید نہ بنا کر بولیں۔
”ہاتھی۔ حلقو میں نہیں اترتا ہے؟“ اسپکٹر جیشید مسکرا ہے۔
”ہاتھی۔ لیکن وہ تو حرام ہوتا ہے؟“ بیگ جیشید نے حیرت زدہ ہے
میں کہا اور سب نے ایک لود دار تقدیر کیا۔
”اپنی باتیں اپنے خود بی جائیں۔ اگر آج صرف تھنوں سے ہی ناشیت
کرنے کا پروگرام ہو تو یہ ٹرے سے داپس لے جاؤں یا۔

۱۰
کے سے انداز میں کہا۔
”جی نہیں... تمہارا اور فرزاد کا خیال بالکل غلط ہے۔“ فاروقی نے
پر نور پہنچے میں کہا۔
”غلط۔ بالکل غلط۔“ درہ میں فاروقی تمہارا اور محمود کا خیال غلط ہے۔
فرزاد نے تیز آواز میں کہا۔
”میرا خیال ہے۔ تم تینوں ٹیک ہو۔ غلط قیس ہوں۔“ اسپکٹر
جیشید جھلکا اٹھ۔
”اوہ ایا جان۔ سوڑی۔“ بیکھر میں بہت آگے بڑھ گئے محمود
”بہت آگے تو نہیں... ناشیت کی میرنگ کی تکے ہیں۔“ فاروقی نے
مشنبیا۔
”گھے پہنچ لے بولا کرو۔“ فرزاد نے اس سے بھی نیارہ بڑاٹ بنالے
”بلیں... بلکہ رنگڑ، رنگڑ کے بولا کرو۔“ محمود مسکرا ہے۔
”بات کی ہو رہی تھی... اور تم جملوں پر آگئے۔“ میں پوچھتا ہوں
”وہ کیا بات تھی جس پر تم تینوں جنگلکار ہے تھے؟“ اسپکٹر جیشید میں
میں جنتلا ہو گئے۔
”درہ میں ایا جان ایس کہہ رہا تھا کہ مرغی کے انہیں پر انگریز
ہاتھی بھی کردا ہو جائے تو۔“ وہ نہیں ٹوٹا۔ فرزاد کا نیال ہے۔
”یہ بات غلط ہے جیب کر محمود کتا ہے۔“ غلط ہے، نہ یہ ٹھیک۔“
”اگرچہ یہ ایک نصیل سی بحث ہے، تاہم میں محمود سے

۱۳

میں اسی وقت بیگم شیرازی انہ دخل ہوئیں ... وہ انہیں فتحتے
لکھتے دیکھ کر جیران کھوٹی رہ گئیں ... آخر اس نے کہا۔
”اگر جان کی باورپی خانے میں کوئی کپا اندھا ہو جاؤ ہے یہ فادی
کرنے پوچھا۔
”اگر آپ لوگ اکٹھ رہنے کے لئے تو فون کرنے والا تنگ
کر سلسہ منقطع کر دے گا،
اوہ کس کا فون ہے آنٹی و محمد نے چونک کر کی۔
”ہم تو انہوں نے بتایا تھیں ... اب تھی جان سے بات کرنا
پڑتھے ہیں؟“

”اوہ اچھا۔ میں دیکھتا ہوں؟“
ان پسکھ رہ جیشہ آٹھو کر پڑے گئے۔ بیگم شیرازی کو بیگم جیشہ نے میختہ
پر موجود کر دیا اور انہیں چلنے کا کپ بنائی دے دیا۔ دو منٹ بھی
نہیں گزرے تھے کہ ان پسکھ رہ جیشہ تیز تیز تدم احتجاتے انہر دخل ہوتے۔
ہنہوں نے جلدی جلدی کہا۔
”آئی جی صاحب کا فون تھا ... ان کا مہمان گھر سے غائب ہو گیا
ہے۔ میں وہاں جا رہا ہوں۔ قم ناشا کر کے مکول پڑے جانا۔“
”مہمان ناٹ ہو گیا یعنیوں کے منے سے ایک ساتھ ہوتا ہے۔“

وارے نہیں اتھی جان۔ فتحوں سے بھی کہیں پہنچ بھرا ہے؟
”ایم جان۔ کیا باورپی خانے میں کوئی کپا اندھا ہو جاؤ ہے یہ فادی
کرنے پوچھا۔
”بکھوں؟“ انہوں نے ایک دم پوچھا۔
”اور وہ بھی دیسی مرغی کا۔“ محمد بول اٹھا۔
”آپ کیا کرتا ہے انہیں کا۔“ بیگم جیشہ نے پوچھا۔
”تو ہم کر دیجھیں گے؟“
”میں ہر روز ہی باورپی خانے میں توڑتی رہتی ہوں۔ دیکھو یا کرو
اکر۔“ بیگم جیشہ نے منہ بیٹا اور پاسکے بنا نے لگیں۔
”بات یہ ہے ایک جان، کہا جاتا ہے کہ انہیں پر لٹکی بھی کہدا
ہو جائے تو بھی وہ نہیں ٹوٹتا ... اس بارے میں فاروقی کا خیال
ہے کہ یہ بالکل حیثیک بات ہے ... فرزاد کا خیال یہ ہے کہ ایک
نہیں ہو سکتا ... ایک کڑوہ سا اندھا ہاتھی کا دن نہیں اٹھا سکتا، جب کہ
مریخاں خیال ہے کہ اگر انہیں دیسی مرغی کا ہو تو وہ مرد رہتی کا دن برداشت
کر لے گا۔“

”تو پھر ... تم چاہتے کیا ہو؟“ بیگم جیشہ نے آٹھو کر پوچھا۔
”ہم ... ہم یہ تھوڑہ کرنا چاہتے ہیں۔“ فاروقی نے جلدی سے کہ
”لیکن تم انہیں پر کھو کر نہ کرنے کے لیے ہاتھی کاں سے لاو گے۔
بیگم جیشہ کے منہ سے نکلا اور اسی میں قتحتے گوچ ڈالے۔

کی کوئی بانے کر جی پاہ رہا ہے۔ مگر آباجان اسے پسند نہیں کریں گے۔
 ۴۔ لہذا... ہم سکول ہی بانیں گے... یہ محمود نے مایوساتہ اندازی کی۔
 ۵۔ لیکن وہیں میں تو حماں پہلی چنان رہے گا۔" فاروق نے جھلا کر کہ
 ۶۔ "و پھر... بکاری بانستہ ہے۔"

۷۔ اگر کچھ نہیں کی جاسکتا۔ تو وقت فراغت کرنے کی لڑوت کیا
 ۸۔ ہے۔ آپ سکول پہنچتے ہیں۔ دلپیٹ پر معلوم کریں گے کہ حماں کا کیا ہے؟
 ۹۔ وہ ملکیا نہیں۔ ۱۰۔ اگر لگیا ہے تو کام اور نہیں ملا تو کہوں... وغیرہ
 ۱۱۔ وغیرہ۔" فاروق نے جلدی سے کہا۔
 ۱۲۔ زبان کی رفتار ملا جھٹک ہو۔" فرزانہ نے جمل کر محمود سے کہا۔

۱۳۔ روزہ ہی دیکھتے ہیں۔ کونسی نئی بات ہے۔" محمود بولا۔

۱۴۔ یہ تو سچ ہے۔ آئی جی صاحب کا حماں ہو اور غائب نہ جائے
 ۱۵۔ یہ کتنی عجیب بات ہے... کتنی حرمت ایکیز۔"

۱۶۔ سوچیں پکے ہیں۔ تم کچھ بھی کہ ڈالو۔ ہمیں سکول جانا ہی ہوگا۔
 ۱۷۔ اگر سکول سے پچھا ہو تو قادہ بات تھی، پھر تو ہم خود ان سے کہ کہتے
 ۱۸۔ تھے کہ بھی بھی ساختے لے پہلے۔" محمود نے کہا۔

۱۹۔ بھی اس میں مایوس ہونے کی کیا مزروعت ہے۔ کیا تم شرلاک ہول
 ۲۰۔ کو بھول گئے۔" فرزانہ بچھی۔

۲۱۔ یہ شرلاک ہومز کام سے ملک پڑا یہ محمود نے جیرا ہو۔
 ۲۲۔ آسمان سے؟" فاروق بول اکھڑا۔

غل نانے میں

۲۳۔ بات کچھ پتے نہیں پڑی۔ حماں کے غائب ہونے کا جلا کیا
 ۲۴۔ مطلب ہو سکتا ہے۔ یہ محمود نے اپنے جمیش کے جانے کے بعد کہا۔
 ۲۵۔ حماں کے غائب ہونے کا مطلب تو حماں کا غائب ہونا ہی ہے۔
 ۲۶۔ فاروق مسکرا لے۔

۲۷۔ میر وہ یہوں غائب ہو گئی ہے محمود تڑپ سے بولا۔

۲۸۔ اور کس غائب ہو گئی؟ فرزانہ نے بھی اسی کے اندازیں کی۔
 ۲۹۔ دارے ارسے۔ میں کیا جانوں۔ اسے میں نے تھوڑا تھی غائب کی
 ۳۰۔ ہے۔ فاروق نے رو گھلا کر کہا۔

۳۱۔ آؤ بہن... ہم اندر بیٹھ کر باتیں کریں۔۔۔ ان کی تو شروٹ
 ۳۲۔ ہو گئی بحث۔" بیکم جمیش نے کہا، پھر امشتہ ہوئے ان سے بولیں۔
 ۳۳۔ بحث میں سکول کا وقت نہ لکاں دینا۔"

۳۴۔ آپ تحریر کریں امی جان۔ یہ بحث اتنی بھی ثابت نہیں ہو گئی
 ۳۵۔ یہوں کہ حماں تو غائب ہو چکا ہے۔"

۳۶۔ وہ دونوں چل گئیں تو فرزانہ نے کہا:
 ۳۷۔ "یہ بات تو یہ ہے کہ میرا آج سکول کی بجائے آئی جی صاحب

* میرا طلب ہے۔ شرلاک ہوم بھی تو سارے کیس گھومنچے بننے
مل کر لیا کرتا تھا... ہم بھی آج بھی صاحب کی کوششی جائے بغیر
معلوم کر سکتے ہیں کہ مہان کے ساتھ کیا ہوا ہوا۔ شذ پڑ جیا تو
یہ ہو سکتا ہے کہ اسے افوا کر لیا گیا ہو گا۔ اگر اس کا امکان نہ ہوتا
پھر یہ سوچا جاتا گا کہ مہان تو بھی کیس چلا گیا ہے... اسے
اچانک کیس جانا پڑ گیا... اور رات کے وقت اس نے
آل بھی صاحب کو پہنچان کرنا مناسب نہ سمجھا۔ افسوس کا دریا زندگی
کھول کر چلا گی... فرزاد نے کہتی جا رہی تھی کہ گھوڑے نے ٹوک دیا
* یعنی وہ کوئی پیغام تو پھر لگ کر جاسکتا تھا۔

* ہاں... لیکن اس کے پاس قلم نہیں تھا۔ رات کے وقت
وہ قلم کیاں سے ڈالا... لہذا اس نے پہلے چھا تے ہی پڑے ہوا
مناسب بھایا۔ فرزاد نے دوبارہ کتنا شروع کیا۔
* یعنی اس سے پہلے ہیں یہ بھی معلوم ہونا ضروری ہے کہ بھی
سویرے دروازہ اندر سے بندھا تھا یا کھلا۔ فاروق بھی بول ہے۔
* غایہ ہے کہ کھلا ہی ملا ہو گا اور نہ مہان اندر نہ ہوتا، فرزاد
نے مہیا کیا۔

* میرا خیال ہے، ہم تینوں میں ابھی شرلاک ہومز جتنی عقل نہیں
ہے۔ اس طرح کاڑی آگے تیس بڑھے گی اور سکول کی تیاری کریں۔

وہ سکول جانے کے لیے تیار ہوئے اور گھر سے باہر نکلنے
ہی والے شے کہ پیغمیر شیرازی نے ایک بار پھر فون کی اطلاع دی۔

* اپنے عجیب طوفانی رفتار سے موڑ سائکل چلاتے آئی جی صاحب
کے ہاں پہنچے۔ وہ برآمدے میں ہے تابد کے عالم میں مل سہے
تھے....

* آؤ جو شیہ۔ میں تھا رہی انتشار کر رہا تھا۔ میں بہت پرشیاں ہوئیں۔
* نکر دکھری۔ ابھی سب کہہ معلوم ہو جاتا ہے۔ سب سے
پہلے تو یہ بتائیے کہ مہان متھے کون؟

* میرے ایک دوست ہیں... شاہد منیر۔ مہان ان کا دوست
تھا۔ وہ در حکومت میں کسی کام کی مرض سے آیا تھا۔ شاہد منیر
نے اسے میرا پتا دے دیا۔ وہ اس کا رقص بھی لایا تھا... مہان
کا نام انور احمد صدیق تھا وہ چار پانچ روز سے میرے گھر ہمہرا ہوا
تھا۔ میں نے فون پر شاہد منیر کے بھی بات کی ہے۔ اس کی ملاقات
انور احمد صدیق سے ایک پارٹی میں ہوئی تھی اور دونوں دوست بن
گئے تھے۔

* بہت خوب... اب بھے اس کا کمرہ دکھائیں۔ تاکہ میں
کسی پتھے پر پہنچ سکوں؟

۰ ذر کپڑوں کی الاری تو کھولی کر دیکھا۔ اپنے کرد جیش کی حجت
خواہ پڑھو تو رہی تھی۔ ملازم نے آجی بڑھ کر الاری کھولی اور
دوسرا لٹ پچھر دیتے والا تھا۔

۱ الاری میں پچھے ساتھ میں بیک جوں کا توں موجود تھا...
اور مہان ملکے عونوں جوڑتے الاری میں کھٹے ہوئے تھے
اس کا مطلب ہے... وہ زبان بیک، اوپر میں نہ کر
گی۔ اپناء ہے تائیے... اس کے پیروں میں تو جوتے اس کے
وہ بھر کی پیلی تھے پہاں سے روی گئی تھی، کیوں کہ بیک میں تو اور
بچھر بھی نہیں تھا۔
ماں وہ جب آیا تھا تو اس کے پیروں میں ایک جوتے ٹھکانے کی
صاحب ہوئے۔

۲ بہت بہتر اب دیکھا ہے کہ وہ جوتے پین کر گیا ہے یا پیلی
انگریز بہت سے علمی نتیجہ کیا گئے وہ اپنی صاحب کے
جلد کر کر۔
اگر وہ اپنے جوتے پین کر گی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اپنے
حکوم اور امیان سے بھی ہے اور اگر پیلی پہنے چلا گیا ہے تو مژمو
بھر اہم ہے اور اگر انفرادی میں بھی ہے۔ ملک نہیں... پچھے یہ تائیے۔ کی
اپ نے اپنی حام پیروں لا جائی تھے یا ہے؟
بیک مطلب ہے اپنی بھی صاحب ہوئے۔

۳ اپنی بھی صاحب اپنیں مہان کے گھر سے میں لے آئے۔ بگہہ
بُون کا توں پڑا تھا۔ بیکی پیز کو ہوتے ہیں لکھا گیا تھا۔ اپنے کرد جیش
نے کرے کا بھر جائزہ لیا اپنے کشے گے۔

۴ صفات اندازہ رکاوہ جا سکتا ہے کہ مہان رات کو بستر پر سوتے
کے لیے نہیں لیتا۔ سب اس کا سامان نہیں موجود ہے۔ یا وہ اپنے
ساتھ نہ لے گی یا

۵ وہ جب آیا تھا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پلاٹ کرتے
بیک تھا... ملازم نے یہ بیک اس کے گھر سے سکتے رہنے پا رہا۔
بہتر ہے ملازم کو بلایے۔ اپنے کرد جیش نے پڑھکوں آوار میں
کا مگر وہ اندر وہی طور پر فکر ملاد ہوتے بزار بے سنت۔ ملازم
کے آنے پر انھوں نے اس سے سوال کیا۔
۶ مہان کا بیک تم اور اپنے اسے کتنے دلست ملا۔
۷ اپنے بھی ہاں پہنچا۔
۸ میں تم جاتا ہے جو، اس میں سیاہ تھا۔
۹ اپنے پلاٹ کے سرحد دو بیوی ہے۔ جو میں نے مہان کے کھنچے
پیروں کی الاری میں ٹھاک دیتے تھے اور بیک بھی اس کے پنچھے
خانے میں رکھ دیا تھا۔ ملازم نے بتا۔

۱۰ میں نہیں... بیک میں دو بیویوں کے سوا کچھ بھی نہیں تھا
بھی نہیں۔ اس نے کہا۔

یہ کہتے ہوئے انپکٹر جیشید غسل خانے میں گھس گئے۔ آئی بھی صبب اور طازم کرتے میں بھی کھڑے رہ گئے۔ پھر انہوں نے انپکٹر جیشید کی پیچ کی آواز سنی۔ دونوں بوکھلا کر غسل خانے کی طرف بچ گئے۔ انہوں نے دیکھا... انپکٹر جیشید غسل خانے کے فرش کے بیچوں بیچ چیرت کے مارے بنت بٹے کھڑے ہیں۔ ان کی آنکھیں بھر کر آئی آئی سمجھیں۔ من بوکھلا کا سکھلا رہ گیا تھا اور چہرے کا رنگ آڑ گیا تھا۔

آئی بھی صاحب نے کھڑا کر غسل خانے کو دیکھا... مگر انہیں دہان کچھ بھی نظر نہ آیا۔ ان کی چیرت کا کوئی سکھلا نہ نہ رہا۔ انہوں نے کھڑا کر کر کا،

”جیشید... جیشید... تمیں کیا ہو گیا ہے؟“

”بھی...“ انپکٹر جیشید زور سے پوکنکے اور پھر ان کی آنکھوں میں بے پناہ خوف سرت آیا۔ ان کی نظر مثل خانے کے ایک کرنے پر جم کر رہ گئی۔

آئی بھی صاحب اور طازم نے بھی ان کی نظروں کے تعاقب میں اس طرف دیکھا اور۔ پھر انہیں بھی ایک زور دار جھکتا رکا۔ اپنکے انپکٹر جیشید دوڑتے ہوئے غسل خانے سے بخل آئے۔

”یہ بھی تو بولتا ہے کہ وہ کوئی پیزیر یہاں سے لے آتا ہو؟“
”م... مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے... وہ میرے دوست کا دوست ہے۔ وہ پہلا نہ ہے۔“

”اس بات کو پھر بڑے اور جلد از جلد اپنی تمام قیمتی پیزیروں اور کامنزات و پیزیر کو دیکھ بیجے اور اگر دفتر کی کوئی خیسہ قائل گھر میں موجود ہے تو اسے بھی دیکھ لیں۔“

آئی بھی صاحب بوکھلا آئی۔ اسی پہلو پر انہوں نے نور بھی نہیں کی تھا۔ وہ اپنے کرس کی طرف دوڑتے... انپکٹر جیشید یہی ان کے پیچے تھے۔ اور وہ گھنٹے کی دیکھ بھال کے بعد آئی بھی صاحب نے سکسر کا سانس لیا اور بولے:

”سب پیزیری موجود ہیں۔“

”بہت خوب۔ اب ہم پھر ہمان کے کرسے میں پڑیں گے۔“
طازم بھی ان کے ساتھ ساتھ تھا۔ ہمان کے کرسے میں آ کر انہوں نے جوئی کی تلاش میں نظری روشنائیں۔ پچ کے نیچے جوئی موجود تھے۔

”اس کا مطلب ہے، وہ افرانزی کے عالم میں یہاں سے گیا ہے۔“
انپکٹر جیشید بولے... ”وزرا میں غسل خانے پر بھی ایک لفڑیاں ہوں۔ پھر اس کی تلاش کا سلسہ شروع کیا جائے گا۔ پھر حال ہمارے یہی نظر مند ہونے والی کوئی بات نہیں۔ وہ کچھ اٹا کر نہیں لے گیا ہے۔“

عہمان کہاں گیا۔

تینوں قون تک آئے... دوسری طرف ان کے والد اپنے بھائی

ایساو... موسو... تم ہو... سنو... سکول جانے کا پروگرام کیسیں
کر دے اور قرار آئی جی صاحب کے گھر چینج چاؤ۔

"جی،" کبوتر تیرت زدہ پہنچ بیٹھ گیا، لیکن دوسری طرف سے
سلسلہ بند کر دیا گی تھا۔

مودو نے فاروقی اور فرزاد کی طرف دیکھا۔ اس کے پڑے پر
تیرت بھی تھی اور خوشی بھی۔

"خیر تو ہے فرزاد نے بے تالی کے عالم میں کہا۔
"ہم سکول نہیں جا رہے ہیں" اس نے کہا۔

"کیوں... سکول بند ہو گیا ہے... یا اس کی چست گر گئی ہے"
فاروقی بولا۔

"کم از کم میرے سکول کی بہت تو نہیں گر بکھی۔ کیوں کہ وہ بہت
مطبوب ہے" فرزادہ منفاذی۔

"یہ بات نہیں۔ ابا جان نے ہمیں آئی جی صاحب کے گھر نہیا۔

بے ش آخِر محدود نے اپنیں بکالا۔
جاوہ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کہلی گز بڑھے۔ فرزاد نے چونک

کر کہا۔
"یہی نظر آتا ہے... گوچلیں۔ گنوں نے فرا آنے کے لیے کہا ہے"

وہ جلدی سے باہر نکلے، اپنی ایک کرہندا اور ایک میکسی میں پیشہ گز
آئی جی صاحب کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

"یہ مہاں کا چکر تو ہی بوتا تھا آتا ہے؟" مودو نے کہا۔

"ایکس یہی کیا... ہمیں تو جو چکر بھی ہیشی 2 تا ہے، بیاری ہو جاتا ہے"

فاروق نے سہ نہیا
"اب کیوں جانے نکل رہی ہے۔ تھوڑی دیر پسے تو آئی جی صاحب

کے ہاں جاتے کے لیے بے پیش ہے" فرزادہ نے بیل بھی کر کا۔

"میں چیزیں... تم وہ لوں۔"

متو پر تم میکسی سے اکٹ جاؤ اور سکول پیش جاؤ۔ مودو نے تکلا کر

کہا۔
"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ابا جان نے ہم چیزوں کو پہنچایا ہے۔ ان کی

کم بدھلی ہیں کیسے کر سکتا ہوں یہ فاروقی شرخ انداز میں سکول لے۔

" تو پھر بیٹھ رہو چپ چاپ۔" مودو بولا۔

کیوں۔ کی میکسی میں بولا منع ہے۔ کیسی بھا جوا ہوا تو نظر نہیں آ رہا۔

" تو پہ ہے۔" مودو نے اپنا جان پر پتھر مار کر کہا۔

دکش سے قوبہ ہے۔ تم نے آس کے پچھے نہیں کیا۔

"کام نہ کھاؤ یار۔ جب بھی ہم کوئی کام کی بات کرنے لگتے ہیں، تقدیری زبان کی بیچ میں ٹانگ ٹھیجنی ہے۔ معمود کو عناد آتا جاتا ہے۔"

"اوہ۔ اب سیری زبان کی ٹانگ بھی بھل آئی یادِ معمود... بھر تو سروج بھر کر من سے باتِ نکال یا کرو،"

"کام نہ کوئی رہتے ہو۔ فرزانہ جلوں اُمی۔"

"اُسے اُسے۔ ٹیکسی میں بھلانا بڑی بات ہے۔ فاروق نے ٹو فوڑہ بچے میں کیا۔

لگ۔ یہ مطلب۔ "فرزانہ بوسکلا اُمی۔"

چھپو تو فرزانہ کی باتوں میں آہری ہوئی۔ معمود نے کہا۔ "فاروق کی۔"

اب ہم اس وقت تک کوئی بات نہیں کریں گے۔ ہب تک ٹیکسی سے نہ آتر جائیں۔ معمود نے فیصلہ کی۔ بچے میں کیا۔

"میں بھوگیا۔ اس کا مطلب ہے، اب میں اس وقت تک بولوں جب تک..."

اسی وقت ٹیکسی نے ایک موڑ کیا اور دو۔ بے بھی لے دے آئی۔ بھی صدای سب کی کوئی نہیں کہلاتے۔ کوئی مڑک سے ہٹ کر ایک پورٹری گلی میں بیٹھی اور بہت خوبصورت تھی۔ تینوں بچے آترائے۔ انہوں نے ٹیکسی کا بیچ اوکیا اور کوئی نہیں کہے دروازے

کی طرف بڑھے۔ وہ یہ دیکھ کر سیرانہ گئے کہ کوئی نہیں کے دروازے پر ایک مجھیں تھیں۔ انھوں نے ٹانیشیں موجود تھا۔ انہیں اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر اس نے پوچھا۔

"آپ کے نام ہے۔"

"معمر، فاروق اور فرزانہ۔" معمود نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ آپ انہوں جا سکتے ہیں؟"

انہوں نے ایک دوسرے کو حیرت زدہ انداز میں دیکھا۔ ادھر ادھر میں ہو گئے۔

"حتماً تو پھر نیادوں ہی گھر معلوم ہوتا ہے۔" فاروق نے سمجھیدہ بنے میں کہا۔

"اب ہوش آیا۔ ہم ٹیکسی میں اس بات پر فر کرنا چاہتے تھے۔ مگر تباری زمان پھر کرنے بھی دیتے۔ فرزانہ سے بھی خلا کر کہا۔

"آئی ایم سوی۔" پھرے پھر گزیرے احساس نہیں تھا کہ معاملہ اس قدر سمجھیدہ بھی ہو سکتا ہے۔ خیر کوئی بات نہیں ابا جان تک پہنچنے سے پہلے سروج سیئے ہیں۔ یہ کتنے وقت بھی فاروق مسکرائے بیٹھنے زدہ رہ سکا۔ "بھی ہاں۔ ابا جان ہم سے دو میل دو تو فرمودہ ہوں گے تا۔" معمود بولتا۔

"اپھا بھائی۔ معاف کرو۔"

وہ پرانا ہدہ عبور کرتے ہوئے گھر کے سخن میں ہٹ گئے۔ یہاں بھی ایک ٹانیشیں موجود تھا۔ اس نے انہیں تبدیل کر انپکٹر جو شیدہ اور باتی لوگ

کس طرف ہیں یہ وہ تیری سے اس طرف بڑھے۔ پھر وہ اس کمرے
بنا بنتے پہنچ گئے اور ششک کر رک گئے۔

”خدا خیر کرنے جو شیعی ہیں۔ فی تیس باتا شہید، کبھی نہیں دیکھا۔ کیا
تیری کوٹھی اور گھر کے اذاد کسی مصیبت کا شکار ہو گئے داصلے
ہیں؟ انہوں نے پریشان ہو کر کہا۔

”بھی نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ لیکن خطا و اس سے بھی بڑا ب
... مجھے قدر سے کہ یہ... والا پورے ملک کا معاملہ نہ ہے ہے۔“

جس شہید کی اولاد چھپی تھی۔
”اداہ ہے؟ آئی بھی صاحب کی تائیں مارے خوف کے پھٹک کی جھیل
جیسی۔

جلد بھی اکرام اور پولیس کے پکو دوسرے افسانہ پیش کا نہیں ہوا
کے ساتھ بولال پڑھ گئے۔ کوئی کے دونوں دعاویں پر کا سچیل
کوٹھ کر دیتے گئے۔ اکرام کو پھر دیکھتے۔ پھر کی ہدایت کہ بھی۔ دھر
آن پسروں ان شے کر کہ ہم کار رہا ہے۔ انہیں ایک آغیرے سے دعا نہ کیا۔

”آخر معاملہ کی ہے جناب۔“
آن پسروں نے یہ جلد آئی بھی صاحب سے پڑھا چکا۔ اس کا
نام انور علی سیٹھی تھا اور پولیس کے لئے ملکے میں سپریٹڈ نہ رہ چکا
وہ جو لوگوں کو میں نے فون کیا ہے وہ لوگ زد آئیں۔ ایک
کوٹھ پولیس کے پھر سے میں آجائے۔ پھر اطمینان سے کام ک

”آن پسکڑ صاحب۔ پہنچنے آپ بھی بتا دیں وہ اس نے جملے بچنے
لیے ہیں کہ۔ وہ آن پسکڑ جیش اور اسی کی بحثت سے جلتا چکا۔

غمود، فاروق اور فرزانہ کو فان کر لے کے پہاڑوں بنے اکرام اور
چند اور پولیس کے آدمیوں کو فون کی۔ آئی بھی صاحب کی کوٹھ
کو پولیس کے پھر سے میں لینے کی ہدایات دیں اور جب وہ ریسپر
رکھ کر مرے تو آئی بھی صاحب پریشان نظرؤں سے انہیں دیکھ
بے تھے۔
”یہ کیسے ہو سکتا ہے جھیل۔“
وہ جتنی حیرت آپ کر رہے۔ اسی قدر حیرت بھے بھی ہے۔
”ایک اکرام کسی پھر میں پڑھنے والے ہیں۔“

”مرے پھر میں کہیں۔“ اس پسکڑ جیش نکر مدد آواز میں یاد
ہوا۔ خدا۔ لیکے کس قدر خوف محسوس ہو رہا ہے۔ آخر ا
کرو جسکے کیا۔“
وہ جو لوگوں کو میں نے فون کیا ہے وہ لوگ زد آئیں۔ ایک
کوٹھ پولیس کے پھر سے میں آجائے۔ پھر اطمینان سے کام ک
ہما سکے کا۔ میں سوچ رہا ہوں اور کم آندرے چند ٹھوں یا گھنٹوں
وہ جیسی پرکار اور غیر ایقانی حالات جیش آئنے والے ہیں۔

"بات صرف یہ ہے کہ صاحب کے ہاں ان دونوں ایک
جنمان ہٹھرا ہوا تھا..... وہ گھر سے اچانک اور پر اسرار طور پر ایک ایک چیز کا جائزہ لینے لگا۔ اس نے اماری کمبوں کر جمان
کے کپڑے اور بیک بھی دیکھا۔ چار پانی کے پیچے لے جمان کے
خاتمے پڑے نظر آئے۔ اس کے بعد اس نے غسل خانے کا جائزہ
نگاہی ہو گی ہے کی مطلب ہے۔"

"بس بھی وہ اپنے کرے ہیں نہیں ملا...؟"
"بس بھی وہ اپنے کرے ہیں نہیں ملا...؟"

"تو پھر اس میں پریت لی کی کیا ہاتھ سے؟ الور علی سیٹھی نے اتنے ہوئے کہا:
ذاق اڑائے والے بھی میں کما لے اپنکو کوئی کام آپڑا ہو گا اور
جیسے تو کوئی بھیب و غریب ہاتھ نہ رہنیں آتی۔ یہ ایکہ عام سا
واقع ہے... جمان کو افرالقری کے عالم میں جانا پڑتا ہے۔ اس سے
وہ چالا گیا ہو گا۔"

"اس مہورت اسے اٹھا دے کر جانا چاہیے تھا کم ازکم وہ
وہ جوتے بھی نہیں ہیں سکا اور چل پہنچے ہوئے ہیں تکلیفیا۔
ایک رکھ دریہ پر جنم رہا سکتا تھا۔ انپکھر جیشید نے مسکرا کر جواب
"شاید آپ کا ہی نجاح درست ہو، لیکن شاید آپ نے غسل خانے
ہوں... پھر ہی... یہ حاملہ اس قدر بڑا تو نہیں ہو سکتا۔ پھر مرح نہیں دیکھا۔"

"بڑا ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔ آپ بھی فدا اس کرے
جاائزہ لے لیں... آپ کی معلومات کے لیے بتائے دیا ہوں کہ
جنمان پلانک کا ایک بیگ لے کر آیا تھا اور اسی میں صرف دو جزو
تھے۔ تیسرا وہ پہنچے تھا... اور یہ کہ وہ جوتے پہن کر آیا تھا۔

اب آپ کرے کو عنور سے دیکھ لیں تاکہ آپ بھی کوئی نیچے پریت
لکھیں گے۔ اس کے بعد ہم کوئی قدم اٹھانیں گے۔
اپنی بات ہے۔"

"بست خوب... نہیں یہ تو معلوم ہی ہے ایساں سے ایک
لماں غائب ہو گئے ہیں... اب سنو... وہ ایک پلانک کا بیگ
لے کر آئے تھے... اسی میں صرف دو جزو کہے تھے اور جو تھے

اور علی سیٹھی نے اپنے استھن کو ساتھ لی اور کرے کی

پروفسر جمی ناعاب

غمود کا پکار سکنیوں میں اور اُس کا استھان میں ہے۔
عینی کہتا ہے کہ اُنہوں نکالیے ہے آپ کے پکاؤں نے۔ تو علی
تمہارے بڑا بزرگ اُنہوں نے اسے میں کہا۔

۱۰۷
اپ ان سے کیے، یہ بھی بتا دیں کہ اگر جماعت کریمے سے کوئی
شیں گی تو پھر کام ہے اور ہم سب پہلی کس سلسلے میں جمع ہیں:
اس کے استثنے نے کام۔

وہم جہاں کی گشتنگی کے ساتھ میں اسی پیاس بچن ہوتے تھے ...
لین کرے کے جائز سے کے بعد جو حقیقت ساتھے اُنی سے مدد
یہی ہے کہ جہاں کو اس کرے سے باہر قدم لکھت ہی نصیب نہیں مہوا
لاروق نے سچیدہ لئے میسا کرنا

و یہ ایک بہت عجیب بات تھے ... تم جانتے ہیں کہ مہاں
گرے بیٹی نہیں ہے، اس کے پادچوہ تم لوگ یہ کہنے پر امر دار کر رہے
ہو کہ مہاں باسر نہیں گی؟ انور علی سیفی نے کہا۔

بھی ہاں ... اور ہم اس بات کو ثابت کر سکتے ہیں ۶ فریضہ نے
ٹککار کیا۔

پس ہوئے سخن... ابتدہ دو جلدی کے تکرے کا جائزہ لے کر ملک
کے قوان کب اور کیسے گیا۔

میں بہت اچھا گھوونے معاشرہ منداز لے چکے ہیں کہ اور یہ
کہ کی ایک ایک چور کو اسکے بڑا کر فخر سے ویکھتے یہکے افراد کی
اور اس کا استثنی پریشان ان لوگوں سے دیکھ رہے، وہ تمدن
اب عمل خالیہ کی طرف پایا ہے تھے اس پر جب دم فصل خاتمه کے
باہر لے کر تو مارے تھے اس کے ان کا بڑا جائی مخا۔ گھوونے کیا۔

۱۰۷۳ میں کیا تھا ؟

وَلِلَّهِ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ الْمُشْفُرُونَ

وَنَعْلَمُ كُلَّ أَنْشَأْتَ وَنَعْلَمُ
كُلَّ حَسَدٍ يُحْسَدُ وَنَعْلَمُ لِمَذَاجَتَهُ
اللَّهُ أَكْبَرُ

تینیں مکلی۔ فرزانہ نے سفہ تایا۔
و کبھیں اتحاد جان؟ قارونی یکم جشنید کی طرف رہا۔
یہ بالکل غایب ہے۔ فرزانہ تمام وقت یہ رہ ساختہ رہے ہے۔
تو چھترم عزور بجادہ گرد و آٹھ تینیں کس طرح مسلم نہ کر میں نے بڑ
کہ درخت کا پتا تراڑا تھا۔ تمہرے کہا۔
مجھے تیسویہ ہے۔ سیاست انکار کرتے ہوئے فرزانہ نے مکار کر کہ۔
اگر میں یہ کبھیں کر پتا گھردتے ہیں۔۔۔ میرے توڑا تھا۔ قارونی خدا
نہ لٹپٹا گھوڑتے توڑا تھا۔ تم تو درخت کے قریب بھی پہنچ کر
تفہ۔ فرزانہ بدستور مکار ہیں جو۔
جیروت ہے۔ آٹھ باتیں تم اتنے تیسویہ سے کس طرح کہ رہ جائے ہو۔
محمد نے جیروت زدہ اخواز میں کہہ
کہ کہ شکل نہیں۔ انسان کا مشابہ تیز سوڑا میں باتیں خود بخوبی مسلم
ہے جاتا ہو۔ تھا سے دامیں کندھے کے اوپر درود کا ایک قتلہ کر کر
جم جیا ہے بھنکے بعد اس کا رنگ سیاہی نائل ہو گا ہے۔۔۔ اور کپڑا
تھوڑے سے کوڑا گیا ہے۔۔۔ بڑے درود کی خاصیت ہے۔ الگ ہتھے پتا نہیں
کر۔ اکو دو حصہ کا قتلہ کا ہاں سے گزگا ہے اور چوتھے قارونی کے کپڑوں پر کوہ
دو حصے نہیں ہے۔ اس سے یہ تیسویہ سے کہا جاتا ہے کہ یہ درخت کے قریب میں
جنیں گیا۔ اس کبھیوں کیا بنتے ہوئے۔
خدا کی پناہ۔ تم روکی نہیں۔ جو ہر سے قارونی سے آنکھیں نکالیں۔

۱۔ نزدیک مذہب۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ کوئی بات ثابت ہو جائے
۔ تو پھر مجھے۔۔۔ مہان کے بیگ میں سے دو جوڑے مجھے تھے
دو نوں جوڑے الماری میں موجود ہیں۔ ان کے جوڑے بھی پنک کے
نیچے موجود ہیں۔۔۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک بیگزادوہ پہنچ ہوتے
بھی تھے، لیکن وہ جوڑا اب غسل خانے میں موجود ہے۔۔۔ اور وہاں۔
فرش پر ایک چل بھی پڑی ہے۔ تو پھر۔۔۔ کی مہان بیگ چل کے
اور کپڑوں کے۔۔۔ بیان سے گئے ہیں۔۔۔ یہ کہ کر گھوڑ خاموش ہو گئے
افور علی سیٹھی اور دوسرے یہت نہ رہ گئے۔۔۔ اسی وقت
فرزانہ نے کہا۔

۲۔ انکل تراپنے ملازم کو تو بدلائے؟

آئی بھی صاحب نے اسے ہبہ سی انلاوں سے دیکھا اور پر
ملازم کو بلاں کے بے پنک کے پانے پر لگے گھنٹی کا بیٹھنے دیا۔
فرزانہ ملازم احمد واصل ہوا۔ فرزانہ نے اس سے کہا۔
آج بھی گھر کا دروازہ نہ ملا تھا یا کہا۔۔۔
”بھی۔۔۔ دروازہ نہ ملا تھا۔۔۔ ہر روز کی طرح۔۔۔ آج بھی میں نے
بھی کھوڑا تھا۔۔۔ اس نے کہا۔۔۔ گھوڑہ قارونی اور فرزانہ کے پھر دوں پر
سکرا بیٹھنے پہنچ لگیں۔

۳۔ ادھ۔۔۔ افور سیٹھی کے منہ سے نکلا۔

۴۔ اور جب آپ مہان کو بلاں آئے تو اس کمرے کا دروازہ بھی ک

”اگر میں جو سوں تو قم دلفوں میں کے جاتی ہو۔ میں تو یہ بھی بتا سکتی
ہوں کہ وہ درنال کسی گندی نالی کے کار سے کھڑا تھا اور گود فم
اس نالی پر بچکے بیٹھتے۔۔۔ شاید نالی میں سے کچھ اخراج ہے تھے۔۔۔
اوہ، ان۔۔۔ اب ہی تیکے سے کہ سخت ہوں کرتے تو بڑا کے درخت کا پتا نالی
ہو سے کر کی پڑا۔ شاخے کے لئے تو پڑا تھا۔۔۔ اب ذرا سلسلی سے بتا رہے
تم نے نالی میں سے کیا اٹھا تھا۔۔۔“

”هر دن گودا درنال تھی۔۔۔ بلکہ ملکم جیش بھی ہجا تکہ گزراز کر گھر رہ ہے
تھیں۔۔۔“

*

لائکو ارشٹ کے باور ہی وہ یہ نہ ہے میں لائکو کو پیچ کی آواز پہاں سے آتی
تھی اور کون پھٹا تھا۔ آٹر دہ سوچتا ہیں تم داپس بخاری صاحب اور مرزا
شبیاز بیگ کے پاس آتے۔

”کیوں اپنکا صاحب۔۔۔ کیا نیال ہے۔۔۔ قریوز کرد ہم ہی نہیں ہے ناٹ
مرزا صاحب نے پوچھا۔

”میرا نیال ہے، اسے دم نہیں تھا۔۔۔“

”کس مطلب پر مرزا صاحب پوچھ کے۔۔۔“

”پیچ کی آداز خود ہی نے جس سفے۔۔۔“

”۔۔۔ تو موہنی بات نہیں۔۔۔ تیکی آداز تو ہی نے بھی صفت

دنخستی ہے۔۔۔ اور یہ ضرور کرنی ضرورت کرتا ہے۔۔۔ جب کوئی فرزند نہ
خیال ہے کہ اس کرے جیں کرتی صحبت آگئی ہے۔۔۔“

”اگر وہ کرتی صحبت ہے تو پھر میں کہوں گا کہ وہ کرتی ہے۔۔۔“
زورہ صفت ہے۔۔۔ سب کو کچھ جیخ کی آواز سے یہ نیا نامہ تلاشیت اور گھبراہٹ
کا احساس تھا تھا۔۔۔ اُنہوں نے کہا۔۔۔

”صلوٰم ہوتا ہے۔۔۔ آپ جسی فرزند کی باتیں ہیں آگئے۔۔۔“

”فیروز نے تو مجھ سے کرتی باتیں کی ہیں جیسی۔۔۔ نیز جوڑا یہ اس سنت کے
باں آتا پہنچ کر کریں۔۔۔“

”میں بہت جلد اس کھنڈر کا صاحب کر دیں گا اور دیوار پر بھی خوش کار کا بھی
جائزہ لوں گا۔۔۔ اس کے بعد میں جسی بیچتے ہوں جیسی ہنچا، آپ کرتا دوں گا۔۔۔
بہت بہت سلیکری ہے۔۔۔ میں ہمیں یہی خوش تھا۔۔۔ میں تھا۔۔۔ جماری صاحب نے
خوش ہم کر کہا۔۔۔“

”تو اب ہیں چھاہوں۔۔۔“

”وہ اٹ کھلاتے ہے۔۔۔ ان کے پھر سے پر گھر ہی سوچنے کے آؤ۔۔۔ تھے۔۔۔
اچھی پڑھتی جا رہی تھی۔۔۔ وہ گھر سے نکلا کر اپنی سوڑا سایکل پر ہیٹھ کر روانہ
ہوتے۔۔۔ لیکن سوگز بھی نہ گئے۔۔۔ ہر کوئی کے کار سے اپنی فرزند
کھڑا نظر جاتا۔۔۔ وہ اتحاد کے اشارے سے اپنی رکٹے کے لئے کہہ رہا تھا اپنی
نے پریک کاہی اور اس کے تریب رک گئے۔۔۔“

”میں آپ سے کچھ سپنا چاہتا ہوں جا بے۔۔۔“

کیا بات ہے فیروز۔

جناب میں حالتا ہوں، آپ حکمران غساسف کے ایکٹر میں... اس نے
میں نے گھر سے کچھ ناطے پر آ کر آپ کا راستہ روکا ہے... میں اس گھر میں
جیسے سعادت زم شواہوں، یہ کھنچن جھنچن جھین سنا اور میں اسے سارے
مرزا صاحب سے ذکر کیا، مگر وہ ہنس پڑتے تھے... کچھ میں مجھے دیہ ہرگی
ہے... میکن ایقین حانتے... یہ دیہ شعبی ہے۔

قریبا کہتے ہو فیروز۔ میرزا ہمیں بھی خیال ہے کہ یہ دھم نہیں جب۔ میرزا
جیشید پر نہ۔

شد آپ کا بھلاکرے۔ میں طریب آدمی ہوں۔ ملادنت پھی جاتے کے
ڈار سے کچھ نہیں کتا... ورنہ پھر تو کہے کہ... وہ کچھ کچھ رک گی۔
اس کی آنکھوں میں تھوت مٹھتا ہے۔ اس کی نظری میرزا شہزاد بایگ کے گمراہ
درخت اٹھ لگی تھیں۔

کیا بات ہے۔ تم کچھ کہتے، میرزا گئے:
”وہ آر ہے ہیں۔ انہوں نے بھے آپ سے باقی کرتے دیکھ دیا ہے۔
کرن، مانکر جیشید کے منہ سے نکلا۔

”مرزا صاحب۔“

”اوہ! ان کے منہ سے نکلا۔“

اسی وقت میرزا شہزاد بیگ والی بھی گئے۔ انہوں نے ایسا۔

دیکھنے۔ کیا بات ہے۔ تم میں اکھڑے سے کیا کر رہے ہیں۔

دوپارشیاں

وہ پڑھتے ہے کہ فرزانہ کو لگتے رہے تاہم محمود فرم کہا۔
”بہنے ہیتاں... تم نے یہ سب انداز سے کس طرح ڈالیئے۔“
”تمہارے سے، میں جو تے کی توک پہ سہرگاہ کی کافی لگی ہے... جو عالم بلو
پہنچنے والوں کے کاروں پر موجود ہوئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ تم نالی
بر جائتے۔ بڑا کے رہتے کو سامنہ رکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کرتا تھا۔
اس پتے کی مدد سے نالی سے کچھ نکالا تھا۔“

”مہول۔ تم بھاگ کہتی ہو۔ خاروقی۔ یہ شیطان کی خال رہے۔“ محمود نے
لباس انہیں پھر کر کیا۔

”اچا۔ یہ آج ہی صدم ہوا۔“ خاروقی نے حیرت ظاہر کی۔
”میکا کہا۔ میں شیطان کی خال رہوں۔“ بھوٹی دیر پڑھتے تم بھلے جس کو رہے
تھے۔ آخوندی کیا۔ جو۔ اور پھر میں شیطان کی خال رہوں تو تم شیطان کے
خال جی خود مونگے۔“ فتحح کے علاوہ میں کہنے پہلے کہی۔
”جلسان لیتے ہیں۔“ خاروقی مسکر دیا۔

”تو پھر سیدھی طرح بناؤ۔“ تے اس نالی میں سے کیا اٹھایا تھا۔
”کیپسول۔“ محمود تڑھ سے جو دل اکیوں کا بچپنا تھا۔
”کیپسول۔ کیا مطلب؟“ فرزانہ بھی۔
”تم کیپسول کا مطلب بھی جہیں سمجھیں۔“ خاروقی جعلہ اٹھا۔
”کیپسول کا مطلب تو پھر طرح جانتی ہوں۔“ سوال تو یہ ہے کہ ایک کندی
نالی میں چہ کیپسول اٹھاتے کیا ضرورت پیشی ہو گئی تھی۔
”وہ پندرہ بیس کیپسول تھے۔“ جو دل اکیوں بھی جہیں ممکن تھے۔ اس
لئے ہم نے سوچا، دیکھنا ہے۔... یہ بیان کیجول تیر رہے ہیں۔“
”تو پھر۔ کیا تم نے دیکھ لیا۔“ فرزانہ نے پوچھا۔
”نہیں! ایسی ہم نے کیپسول نکال کر نہیں کے پانی سے پاک کئے ہیں تھے کہ
ایک دبیا ترازو کا لرسان آدم کا اور کچھ لٹا کر یہ کیپسول اس کے ہیں۔ اس سے
کال میں گر گئے تھے۔“
”اور وہ تم نے اسے دے دیتے۔“ فرزانہ پھر اٹھاتے والے انداز
میں بولی۔
”تھا اور کیا کر تھے۔“ محمود پولا
”بیٹھ دیوت سو تم۔“
”وچھا۔ کیا یہ باہکل نئی اطلاع ہے۔“ خاروقی پوچھا۔
”بھیں کم از کم ان میں سے ایک آدم کیپسول اس کی نظر پر کھل دینا چاہئے۔
خدا یہ فرزانہ نے کہا۔

تم نے پانے ہے بہت جلدی جلدی پی تھی۔ اس سے میں نے ادا نہ کیا
کہ تم دلوں کرتے ہیں باکر کر کرنا پا چاہتے ہو۔ چنانچہ دیکھنے پل آپ تاتے
کے سو رانچ میں سے ہیں نے رکھا کہ کیپول میں سے ایک کامن نکلا ہے۔ بس
ہیں رہہ نہ ہیں۔ اب کافی ہم عینہ میں پر اسی مکارتے ہوتے کہ رجھ تھی

۱۰۔ چاہا ہے۔

میںوں کا فذ پر جگ جئے کیا تھا۔

میںوں سیاہ سڑپانڈ کھتھ ساروں سے قید ہوئی۔

کیا کر تی خدا کا نبہا ایسا نہیں، جو بے اس

قید سے نبات دلاد سے۔

ایک مظلوم عورت:

خط پڑھ کر اہنوں نے سوا شایا بھا خدا کرو، بے نے کی گفتگی۔ مدد
پر کام، طلب۔

*

بیکم جشید فدا ٹھکر دروازہ کرو۔ اپنکا جنہیں، مکرانے سب نے اندر دخل
کر تھے

مودعوت ہیں، بہت دریکھا اپنے۔ بیکم جشید پریسیں۔

دھوکت تو چلت دیر پھٹھم پھر گئی تھی، میں دنماں ایک فروری کام سے کر
کر تھا، جسکے کہاں ہیں۔

اب ہمارے پاس تم جتنا تیز و خالج تو ہے نہیں۔ مہجم اتنی تیزی سے
ترکیبیں سوچنے کہتے ہیں۔ تم ہمارے ساتھ تھیں میں نہیں۔ پر صدمہم ایک
کیپول کیسے رکھ لیتے؟

لا حمل ولا کوئہ۔ فرزانہ نے پرہام سامنے بنا کر کہ۔

مودع نے خاروق کی طرف اور خاروق نے محمد کی طرف دیکھا۔ بات
بچھ رہ گئی تھی۔

اہنوں نے جلدی جلدی چاہتے ہیں اور اپنے کرسے میں آگ لگ کر سے
کا در دارہ اخذ کے بعد کیا اور کیپول پر جیٹے گئے۔

اب نکالو وہ کیپول۔ خدا کا شکر ہے۔ اس شیطان کی خالی سے
حامل چھاڑے گیا۔

ہاں۔ درز وہ تو ہمارے کان کاٹ گئی تھی۔ مودع نے کہا اور جیب سے
کیپول نکال کر اسے کھلائے۔ دوسرا ہی لمحہ وہ سیرت کے اسے اچل
پڑھ سے، کیپول میں ایک بہت ہی باریک کاغذ مٹت بخوا تھا۔ مودع نے کھلائے
یا اور اس سے سیدھا کرنے لگا۔ اب دلوں پر بیوں پر بیوں کی گیفت طاری ہے گئی تھی۔
لا قدر سیچا ہوتے ہی وہ چونکا اٹھ۔ اس پر چند بچتے گئے۔ میں اہنوں نے پڑھا۔
شروع کیا ہے خاکر ہاہر سے کامان آئی۔

کیا ایکہ ایکہ ہی پا ٹھوکے و

اد دو جھاؤ اٹھ۔ دو سمجھتے کفر زان کو چڑھنے میں کامیاب چھوٹے ہیں۔
مودع بہت ہوشید ثابت ہوئی۔ مودع نے اٹکر دیوار کو دروازہ کھول دیا۔

تینیں بھی بتا آمود۔ آذ بھیٹھ کر باقی کرنی گے۔

وہ صحن بھر ہی بھیٹھ گئے۔ بیکھر جو شد، رات کے لکھنے کی تاریخی کے ملئے ہے۔

اور جسی خانے ہیں چھا لئے۔ اب انپکڑ جو شد نے انہیں وہ قدم ہاتھ پہنچا ہو بلکہ، ہی سب

یہ سمجھتے ہوئے انہوں نے کیپوسول دالا و اور انہیں بتایا۔ اسی وقت تینیں لے تباہی تھیں، مری اشہریا ز بگاں کے مکان میں جو بگھی بھٹکی جسے سن رہی تھی۔

لے بارے ہیں جوں پناہ۔

وہ سوچ رہیں تھے کہ ہو گئے۔ آخر تاریخی نے اب۔

اس کا حصہ پیہے سچا کر جیسیں یہ کہ وقت وہ معاشروں پر خور کرنا ہے۔

ماں ملکیتیں... تو کیوں نہ ہم وہ باشنا میں۔ ایک کیس پر پادلی

ام کرتے اور وہ سرے کیس پر دھرمی پارٹی، فرزانہ نے تھی تجویز پڑھ کر

کیا۔ مطلب اپنکا جو شدید ہے نہ کہ فرزانہ مسراحت اور بول۔

کیپوسول محو را اور تاریخی کو بلا۔ جس رہتا اس سعادت کی ان دونوں کے

پڑھ کر دیں۔ جسکے سرانجام لکا بھی گئے کہ جو، قیدی کرنے ہے اور کہاں قید

ہے۔ ملکی طرف یعنی قصیر فروز شان و والی معاشرہ ہے، جمال آپ اور جیسی پڑھے

لگتے ہیں۔ فرزانہ نے تفصیل بیان کی۔

بات تو محقوق ہے، انپکڑ جو شد مکارتے ہیں کیوں جسیں۔ کیا تم درون کو

تلخوار ہے۔

جس سوچ رہا ہو۔ ایک ہی دن میں کتنی جبکہ باقی سائنس اتنی بھی

مکار ہے۔

اس طرح ایک کیس پر اور پھر درستے ہے۔

میں۔ واقعہ تو کوئی جیسی نہیں آیا۔ البتہ ایک کسی پرے علم میں آیا۔

۱۔ پائیں بانج وادے کرے میں ہے۔

۲۔ کیوں۔ کیا کوئی میٹھا کر رہے ہیں۔

۳۔ کان شاپر۔ محو را اور غاروں ایسیں ایسیں دلپس آکتے تھے۔

۴۔ سچتے ہوئے انہوں نے کیپوسول دالا و اور انہیں بتایا۔ اسی وقت تینیں لے تباہی تھیں، مری اشہریا ز بگاں کے مکان میں جو بگھی بھٹکی جسے سن رہی تھی۔

کرتے۔ سے نکلا کر آگئے۔

۵۔ اسلام یا یکم۔

۶۔ میکم اسلام۔ کیاں پڑے وہ کیپوسول۔

۷۔ آپ کو کبھی معلوم نہ اکھیں۔ ایک کیپوسول بچالا ہے جسے ہے۔

۸۔ تم اتنا ہے، تو توں جیسی ہے تھا فرزانہ کو چکو دیتے کے لئے ایسا کیا

ہے۔

۹۔ بالکل شایا۔ اس جان ایکر میں ان کے پچھے ہی اکنے والی نہیں۔ عزیز نہ نہ ہے۔

۱۰۔ بالکل شایا۔ اس کیپوسول میں سے جو کا نہ نہ لالا ہے۔

۱۱۔ جنون نے لائف لے کر پوچا اور سوچ میں ڈوب کر رہا گئے۔

۱۲۔ کیا سوچ رہے ہیں آپ۔

۱۳۔ اس کیپوسول میں سے جو کا نہ نہ لالا ہے۔

۱۴۔ تو ابا جان۔ اس باری کیوں شد و توں کیپوسول پہنچا ہم کریں۔ یعنی

کیا۔ مطلب۔ کیا آپ کے سامنے بھی کرنی واقعہ پڑھیں کہا ہے۔ محو رے جو کہ

کر کے۔

۱۵۔ میں۔ واقعہ تو کوئی جیسی نہیں آیا۔ البتہ ایک کسی پرے علم میں آیا۔

- جیسے ہوں ہیں ہیں ۔ ہم وہ تو بھی اسی نال کے ذریعے اس مبارکت سن و مسری پا رہی ۔
پہنچنے کی بروشٹش کریں گے جس میں سے کبیسول بنا نے گئے ہیں ۔
قریباً میں اس تھری میں خوبی و سمجھی ۔ یعنی جیسیں جیسیں توبہ کا سر کیا ۔
ان کی اس بات پر ایک دوسرے دوسرے قبیلہ ۔
”وہ مخزون اس شخص کا خازم ہوا ۔ جس نے اس نامعلوم مرد کو سارے
بھی ۔“ فاروق نے خیال نکالا ۔

- اور ان نے ہیں نال میں سے کبیسول نکالتے ہوئے دیکھا ہے گا، تو رہا ہے ۔
سادھے کر سچانپ کیا ہے گا اور رہاں آیا ہے گا کہ ہم اصل مسائی کی تہ بکر
بھیں ۔

- اپ یہ اور بات ہے کہ ہم تہ بکر پہنچنے کے ہیں ۔“ فاروق نے
اپنی کہاں ۔ اسیں تو منزل ہبہت دوہرہ ہے ۔“ فرزانہ
”خیر..... دیکھا جاتے ہا کہ کس کی منزل دوہرہ ہے ۔“
محمور نے کہا ۔

- بہر سال بات ملے رہے ۔ کل سے دو قریں پار ٹیاں ایک دلکشا
کریں گی جو اپنے جیسیتے گریباً ٹلان کیا۔ اس وقت یعنی جیسید کسی لام سے
بادر جی خلتے ہے اپنے تکلیفیں۔ انہوں نے ان ۷ جلدیں بیاں کیں ۔
”یہ کیم پابیٹیوں کا اکریں۔ اب ہے ۔“

- ”جی ٹان! ہم چاروں دو پار ٹیوں میں بٹ گئے ہیں۔“ فاروق
”میں سطہ ہے ۔“ یعنی جیسیں جیسیں۔

- سطہ یہ کہ ہیں اور فاروق میں کر ایک فاروق ہے جسے ہیں اور اُو مادہ ۔

رکن اور مکان بھی نہ تھا۔

بھگتی تو حبابِ سلام ہوتی ہے زخاروقی بولا۔

نہ۔ شاد بھگتی بہت بیوں بھیں بسی ہے۔ اس لئے ہم کب آواز نہیں
پہنچ سکتے۔

اجاہد وہ چوپاک اٹھ رہا تھا کہ آزادِ افغانی تھی آزاد آہت آہت

وہ سے رن نہ کو دل بارشیں گھرست الگ الگ روانہ۔ رب آقی جل گئی۔ آزاد بہادر ایک تیر پڑ پڑا اٹھ سے کھلا۔ ان کے سامنے
محود اور فاروق، اس چکر پہنچے۔ جہاں انہوں نے کیپول پائے تھے۔ ان سید و احمد و ایک بورڈا کھڑا تھا۔ اس کی گھکھوں پر ٹیک تھی اور انھوں
بیان کرنی کیپول نہیں تھا۔ ان کے ذریعے پہنچے پلٹے ایک بہت بڑا
چور عظیم افسانہ کے سامنے پہنچے گئے وہ درستہ یہ مارت ایک چھوٹا
بڑا ہاتھ پسے میٹا، اس نے پورا۔

بڑا ہاتھ پسے میٹا، اس نے پورا۔

جس اس طرف کے الگ سے ہنا ہے:
مل نظر آتی، صد، صد واد کیا تھا،

ایک بہت بڑا پہاڑ تھا جیسی میں وہ پہنچے کی بڑی پڑی ہمراہ دل بڑا
کل تھی، دوسرے نے رکاب پل کے لئے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ رہبڑت مددوہ ہو کر کہا۔
تو... تو کیا یہاں حوابِ سرفرازِ عالم صاحب رہتے ہیں؟ محود کے من
آئے پڑتے۔ دوسرے سے بڑا گھٹی بیٹھنے پورا۔

کھڑا دو فوٹ کے پچھے دن پر بلکہ کی محنت تھی۔

کیا بھگتی بیجا دریں یہ فاروق نے پوچھا۔

”اور ہم ہر دن کس لئے آتے ہیں۔ بار کسو... ہم فرزانہ کو اپنا۔
کامر تھی سرگز نہیں وہی تھی؛ محود نے ضمیر دیجئے ہیں کہا۔

”بلکہ طیب۔ ایسا ہی ہو گا۔

چاروں نے کہا اور بھگتی کے ہدی پر انکلی رکھ دی۔ حباب میں انہیں دیکھتے تھے فربوجون اور سیواروس و فریہ کے لئے شہ میں قریم خان نے اور سفراز
کو از سبائی نہ دی۔ دردناک سے پر کسی کے نام کی تمنجی بھی نہیں تھی اس۔

سو نے کی انکوھٹی

دیکھے کے۔ جلدی کچھے ہے
عورت دوڑل ہوئی فون کی طرف گئی۔ فون اسی کمرے میں پیاسی پر
رکھا ہوا تھا۔ اس نے ڈاکٹر کے نمبر ڈال لیکے۔ باقی کھڑے اس
کی طرف دیکھتے رہتے۔
”بیلو ڈاکٹر... جی... سی فرمایا آپ نے یہ
ایک بار پھر عورت کی آنکھیں مارے جیرت کے چیل گیجیں اور
اس مرتبہ صرف وہی بیان انسپکٹر جیشہ اور ان کے ساتھ بھا جیرت زدہ
وہ جیسے کہوں کہ عورت نے صرف ڈاکٹر کو فون کی خواہیں بیلو ڈاکٹر
کیا تھا۔ پھر صلا اُس کی آنکھیں جیرت سے کیوں چیل گیجیں۔ یہ کچھ کم
جیرت انگیز بات نہیں تھی۔

دوسری طرف صورت کا رنگ اُڑتا چارہ تھا۔ اُختر اس نے رسیور
سے منٹ ٹاکر اُن کی طرف جیرت بھری نظروں سے دیکھا اور بولوں
وہی آپ میں سے کوئی انسپکٹر جیشہ بھی ہے؟
اور انہیں ایک روپ دار جھٹکا لئا۔

کھدا۔ یہ تھے۔ چہاں سے رکریں کہ سو قسم مذہب کی نامات تھے۔ ان کی
نمائت اور بیانیں کا، وون درود، مودود و درود۔ ان کی دھرم دل کی بیچے شوار
کی نیاں مشہور بھیں اور آج ٹھوڑا۔ خاروں ایک انجام کی وجہ سے ان کی
حربی کاپ پہنچ لئے تھے وہ چیل اسٹھ۔ بوڑھا بکر رام تھا۔ ۱۸۷۸
اُن۔ یہ ان کا دروت کہا ہے۔ وہ وقت بیسے بیس سے سی سو
کھنچ یہ تو بناو، ایسی سے کیوں مذاہلتے ہے؟
”بہ جم اپنی کو بنا سکتے ہیں وہ
فیر۔ میں اُن کے سیکھیں سے آپ کو براۓ دیتا ہوں۔ وہ آپ کو خدا
کا ذلت سے دیں گے؟
”اپنی بات ہے۔“

وہ روز ہے کے سامنہ احمد اٹھل ہوئے۔ وہ ماں سے ہے گزر کر دہ
ایک پختہ پسپوٹی سڑک پر پلتے ہوئے جو ہی کے اندر وہی مٹھے میں داخل
ہے۔ پھر رخا اپنے ایک کمرے میں بیٹھ کر داخل ہوتا۔

”آپ دونوں بیویاں بیٹھیں۔ میں سیکھی میں صاحب کو اعلان کرتا
ہوں۔“

”جن اپھا۔“ محمد نے کہا۔
بڑھا پڑا گیا۔ دونوں تھے ڈاکٹر ردم پر ایک قظر ڈال۔ پھر چیز تھا
انداز کی تھی سوچتے اتنے آرام دہ کہ آمد جی اُن میں درختاں پلا جاتے۔
دلی ارہل پر سنہرے ہی فریم کی بڑی بڑی نعماد بر گئی بھیں۔ یہ تھا اور یہ شاید نہ اپنے

اس آزاد نے کہا... مختار اپ کے پاس اس وقت انپکڑ جیش
بوجو دیں... رسیور اسیں دے دیں یہ کہ کرنا چاہیے، جیسا تھا نہ
تاموش بوجیں۔

"اوہ۔ اور کیا ڈاکٹر شیفرڈ کی آواز اب سافی نہیں دے رہی؟"

"جی نہیں۔" یک شاہ کے مدد پر جو ایسا اُڑھی تھیں۔

"اچھی بات ہے۔ لائیٹ رسیور ہے دیں۔" انہوں نے ہاتھ
کے پڑھاتے ہوئے کہ، پھر رسیور کاں سے لاتے ہوئے بولے،
"ہیلو۔ میں انپکڑ جیش ہوں۔ اُپ کون ہیں؟"

"جس کی وجہ سے تم پریٹن ہو۔" دوسرا طرف سے ایک بیب
سی آواز سنائی دی۔ انہیں یوں لگا میسے ہست کیں جسیدوں کی بینہ تھی
نے آواز کی شکل اختیار کر لی ہو۔

"کیا مطلب؟" انپکڑ جیش چوکے۔

"آن تمام ٹھیک سات پہنچ لی وی دیکھنا دیکھنا... پھر تم

سب کیکہ سمجھ جاؤ گے۔"

"آخر تم کون ہو اور ان باتوں سے تمدا مطلب کیا ہے؟" انپکڑ

جیش خیز آواز میں بخٹکے۔

"اوب سے انپکڑ اوب سے۔" میں تھیں بہت پسند کرتا ہوں۔

اگر کسی دوسرے نے اس لیے میں بات کی ہوئی تو فون پر کروں۔

کاکڑا ہی ختم ہو جاتا اور اس کا جسم بھٹکے کے بھی ٹھنڈا ہو جاتا۔

دھوال بن گیا

غمود، فاروق، فرزانہ اور انپکڑ جیش کی زندگی میں نہ جانے کتنے
حیرت انگیز ترین لمحات آئے تھے، لیکن یہ لمبی بیب تھا... ایک
ابنی شہری وہ ایک شخص نے ملنے کئے تھے اس کا جسم بہت سے
بچا زیادہ سرد طاقتور اور انپکڑ جیش نے گمراہ کیا کہڑ
کو فون کرنے کے لیے کہ تو اس نے ڈاکٹر کے ہمراہ ملا ہے... پھر فون
کرنے والا حیرت زدہ رہ گیا۔ اس نے آن کی طرف پریٹن ہو کر دیکھا
تھا اور اس کے بعد پوچھا تھا... کیا آپ میں سے کوئی انپکڑ جیش
بھی ہے۔

چند لمحے تک وہ پتھر کے بتوں کی طرح کمرے کے کوٹے رہ گئے
آخراً انپکڑ جیش نے ٹوکھلا کر کیا:

"اہ کیوں۔ کیا بات ہے۔" میں امام انپکڑ جیش ہے... مگر
آپ نے تو ڈاکٹر کو فون کی تھا؟"

"بے شک میں نے ڈاکٹر کو فون کیا تھا... ڈاکٹر شیفرڈ ہمارے
بہت پڑھانے خواہی ڈاکٹر ہیں... انہوں نے دوسرا طرف سے
ہیلہ بھی کہ تھا، لیکن پھر فون میں یہکہ تیسری آواز سنائی دی..."

می کیا کہا۔ ”ان پکڑ جو شد چلتے۔۔۔ ان کی آنکھوں میں بیت
کا ایک سند موچیں مارنے لگا۔

”ماں جتنا کہا ہے، اس پر گل کرو۔ سات بجے اگر تم نے بیٹے دین
نہ دیکھا تو بھی اس کی کمائی پکے پکے کی زبان پر ہو گی۔“

”تم ٹیلفون پر اثر انداز کس طرح ہوئے ہو گے؟“

”میں ہر چیز پر اثر انداز ہو سکتا ہوں۔۔۔ اب تم سب اس داش
پر لفڑیں جاؤ اور دیکھو کہ کیا ہوتا ہے وہ اس کے سامنے ہی لگاں
کی آواز آئی جیسے کسی نے ریسیور رکھا ہو، ساخن ہی کوئی ہیلو ہیلو
کرنے لگا۔“

”ہے گو۔۔۔ کون صاحب بول رہے ہیں؟“ ان پکڑ جو شد نے کہا
”میں ڈاکٹر شیفر ہوں۔۔۔ مجھے فون کیا گی تھا، لیکن پھر کوئی دریافت
نہیں ہوئے۔“ کون تھا اور کیا کہ رہا تھا۔ اپ کون ہیں؟
”میں شاہد میر صاحب کے گھر سے بول رہا ہوں۔۔۔ انہیں بنانے
کیا ہو گیا ہے۔ ان کا جنم برف سے بھی نیادہ سرد ہو گیا ہے۔ اپ
کو؟ آئیے۔“

”اپنی بات ہے۔۔۔ میں آرہا ہوں؟“

”مشکرہ بتاب آ۔۔۔“
ان پکڑ جو شد ریسیور رکھ کر مرٹے۔ اسی وقت خان رجان
کی پکڑ آواز سائی دی۔۔۔ ”ادہ خدا یا۔۔۔ جو۔۔۔ جو۔۔۔ دیکھو

۔۔۔ دیکھو۔۔۔ دو جل رہا ہے۔۔۔“

”دو پوچھ کر آئے۔۔۔ انہوں نے شاہد میر کی طرف دیکھا۔۔۔“

اس کے جسم کے اوپر اپ دھوں سا پھیل گیا تھا اور وہ دھنڈا دھنڈا
لٹکرا کر رہا تھا۔

”اوے۔۔۔ یہ دھوں کیاں سے آگیا؟“ دیکھو کے منہ سے مادر سے
بیت کے بیکا۔۔۔ اسی وقت فرزان نے آگے بڑھنے کا کوشش
کی۔۔۔“

”خبردار۔۔۔ کوئی دھوئیں کے قریب نہ جائے۔۔۔“

وہ سب آنکھیں پھاڑے دھوئیں میں پہنی اس داش کو دیکھتے
رہے۔۔۔ پھر رہ جانے کے سینکڑے گدھ گئے۔ اب دھوں اتنا گرا
ہو گی تھا کہ لاش اس میں ہارکل چھپ کر رہ گھوٹی۔ اور پھر آپنگ
بھی ان کی نظاروں سے اوپھل ہو گی۔

”یا خدا۔۔۔ کیا ہم سب کوئی خواب دیکھ رہے ہیں؟“ بیگم شاہد میر
کا پھرہ سفید پڑ گیا۔

”یہ خواب نہیں ہے۔۔۔ یکن شاید ابھی ہم ایک اور بیت انگریز
منظر دیکھیں گے۔۔۔“ ان پکڑ جو شد کے منہ سے بیکا۔

”خدا یا۔۔۔ یہ ہم کس پچھر میں پھنس گئے؟“ فاروق نے زبان
پلاٹی۔ آج وہ بھی سب پوچھ رہاں جھوٹ گیا تھا۔
اچانک دھوں پھنسنے لگا۔۔۔ آہستہ آہستہ انہیں پنگ نظر

آنے لگا... پھر جوں ہی دسوائیں کچھ اور ملکا جوا... ان کی سڑی
گم ہو گئی۔ انہوں نے اس قسم کا سنظراً پری زندگی میں نہیں دیکھا
پہنچ پر اب کوئی لاش موجود نہیں تھی۔ البتہ لاش کے جیسے
بوکپڑے تھے، وہ قدر موجود تھے اور وہ اسی حالت میں پڑتے
تھے جس میں دوش موجود تھی۔

“ڈاکٹر شیفڑا، بیگم شاہزادے کے منہ سے بکلا۔
آئیے ڈاکٹر صاحب، انسپکٹر جشید اس طرح بولے جیسے ابھی
بھی گھری نیند سے جاگے ہوں۔
اُبھی ابھی... مجھے فون آپ نے ہی کیا تھا؟ ڈاکٹر شیفڑا نے
اپنے جشید کی طرف دریکھتے ہوئے کہا۔
بھی ہاں۔ لیکن افسوس... اب پکھ نہیں ہو سکتا؟
دیکھی مطلب۔ کیا شاہزادہ میر... ڈاکٹر اپنا جلد مکمل نہ کر سکا۔
بھی ہاں، ان کا جسم برف سے بھی زیادہ سرد ہو گیا تھا... پھر
وہ دھوکیں میں تبدیل ہو گئے۔
سی کہا۔ دھوکیں میں تبدیل ہو گئے۔ آپ کا دماغ تو ٹیک
بے، ڈاکٹر شیفڑا نے پڑا سامنہ بنا کر کہا۔
ان سب کی طرف دریکھے... میری بات کی سچائی کا ہوت
ل جائے گا، انسپکٹر جشید نے تحکم تھکن آوازیں کہا۔
ڈاکٹر نے ان کی طرف دیکھا۔ سب نے ہاں میں سر حال دیے۔
بیگم شاہزادہ تیرنے لگی یہی کیا:
“لیکن... لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے؟
بھی تو ہم سوچ رہے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ بھر حال
ہم پہلتے ہیں۔ بیگم صاحب آپ چاہیں تو اس دلتخشم کی روشنی درج
کرواؤ۔ دیے تو میں جانتا ہوں۔ پولیس کچھ بھی نہیں رہ سے گی،

۰ اور ان کا نام کیا ہے ٹھریڈ لئے پوچھا۔

۰ انہیں پروفسر داکر کہتے ہیں۔ اور وہ پروفیسر داؤڈ کے دوست بھی ہیں۔

۰ بہت غوب۔ کیا ہم اسی وقت چل رہے ہیں؟
ہاں؟ اسی وقت؟

۰ کس عرف چلوں ہے خان رحان نے پوچھا۔

۰ دارالکوہوت۔ ان کی کوئی جزوی علاطہ میں جنگل کے کتابے ہے:
وہ روشن ہو گئے۔ سب اپنی اپنی سورج میں گمراحتے۔ صافت
بیب و غریب تھے۔۔۔ یہ بابت ثابت ہو چکی تھی کہ ان کا
سابقہ ایک بہت بڑے سائنس دان سے ہے۔۔۔ لیکن وہ کون ہے
کیا پہانتا ہے اور کاں ہے۔۔۔ وہ کچھ بھی نہیں جانتے تھے
۰ آخر اس نے ہمیں فیڈی ویڈیکھنے کے لیے کیوں کہا ہے؟
بہت ویر بعد فرزانہ لے کار میں پہنچا۔ وہی خاموشی کا سیستہ چاک کیا۔
وہ اپنا تعارف کرائے گا۔ "فاروقی بول اٹھا۔۔۔ بھروس اور
فرزانہ ہنس پڑتے۔

۰ تم ہنس کیوں۔۔۔ میرا خیال ہے خادقی تھیک کہ رہا ہے؟
دیکھ۔۔۔ وہ فیڈی پر اپنا تعارف کسی طرح کو نکالتے ہے۔
"یعنی تو دیکھنے ہے۔۔۔ غیر۔۔۔ فی الحال تو ہم پروفیسر داکر کے
ہاں چل رہے ہیں۔۔۔ دیکھیں وہ کیا بتاتا ہے؟"

۰ آپ کاں چار ہے ہیں۔ آپ نے اب تک اپنے بارے
میں کچھ بھی قیاس بتایا۔۔۔ بیگم شاہ نے روتے ہوئے کہا۔

۰ یہ تو آپ جان ہی پہلی ہیں کہ میرا نام اپنکا جو شہ ہے یہ میر
پہنچے گھوڑہ فاروق اور فرزانہ میں اور یہ میرے دوست خان رحان ہیں
در اصل شاہ میر کے ایک دوست الی ہی خاصہ کے ہاں معاون
کھہپتے اور ان کی سفارش شاہ صاحب نے ہی کی تھی۔۔۔ لیکن جہاں
ان کی کوئی سے غائب ہو گیا۔۔۔

۰ غائب ہو گیا یہ ڈاکٹر شیخزادہ اور بیگم شاہ میر کے منڈ سے
ایک ساتھ نکلا۔

۰ ہاں۔۔۔ شاید وہ بھی اسی طرح غائب ہوا ہو گا جس طرح شاہ
صاحب۔۔۔ اب ہم پڑلتے ہیں۔۔۔ ہاں یہ بھی کتنا چلوں۔۔۔ پہنچے
خاوند کو مردہ فیال شکری۔۔۔ ہو سکتا ہے وہ ابھی زندہ ہوں۔۔۔
یہ۔۔۔ سیکھ۔۔۔ بہو۔۔۔ ہو سکتا ہے۔۔۔ جب کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے
انہیں دھوکیں میں تبریل ہوتے دیکھا ہے؟

۰ اس دنیا میں سب کچھ ملکن ہے۔۔۔ اچھا خدا حافظا۔
اور وہ باہر نکل آئے۔۔۔ کار میں بیٹھتے ہوئے اپنکا جو شہ بولے
"پروفیسر داؤڈ اس کیس میں ہماں سے سب سے زیادہ کام آئے
تھے، لیکن وہ خود غائب ہو چکے ہیں۔۔۔ اس یہے اب جم کسی اور سماں میں
کے پاس جائیں گے۔۔۔ ہو سکتا ہے،۔۔۔ ہماری کچھ مدد کر سکیں ہے

اس وقت ہمارے لئک ہیں تو کیا، اس پاس کے نکون میں بھی اس
کے قابلے کا سائنس دان نہ ہو گا۔
جو لوگ غائب ہوئے ہیں، وہ زندہ تو ہوں گے، اپنکو
جیشید نے سوال کیا۔
” یہ مزدوری نہیں، ہو سکتا ہے، وہ مر جکے ہوں... ایک
ایسی موت جس کے باہت ہیں، ہم نے بھی سچا بھی نہ تھا۔
” نہیں نہیں... میرا دل کتا ہے... وہ لوگ زندہ ہیں۔“ اپنکو
جیشید نے غور کر لئے ہیں کہ۔
” شاید الیسا ہی ہو۔ لیکن یہ تو سوچیے کہ جو سائنس دان انسانوں کو
اپنے طرز غائب کر سکتا ہے، وہ نہیں ہلاک بھی تو کر سکتا ہے۔“
” ہاں۔ لیکن میرا خیال یہ ہے کہ اس نے ان تینوں کو ہلاک نہیں
کیا۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ ادمی کو غائب کیں طرز کر دیتا ہے۔“
” افسوس۔ میرا علم اس کے مقابلے میں بنت کر ہے؟ پروفیسر
ڈاکر نے نعلیٰ میں سر ڈالا۔
” کوئی ایسی ترکیب... جس سے ہم غائب ہونے سے محفوظ رہ
سکیں۔“ اپنکو جیشید پولے۔
” میں اس پتوں پر فود کر رہا ہوں۔ اگر کچھ سوچ گیا تو فون کروں گو۔“
” بہت بہت شکر یہ۔“ اپنکو جیشید آنکھے ہوئے ہوئے۔
پروفیسر ڈاکر نے سب سے معافی کیا۔... اپنکو اپنکو جیشید

ایک گھنٹہ بعد وہ پروفیسر ڈاکر کی کوئی ٹھیک سامنے پہنچ پے
تھے۔ ملازم نے اپنیں ڈرانگوں رومن میں بٹھایا یہ وہ باہر ہی دیکھ
چکے تھے کہ کوئی ٹھیک دو صہوں میں تقسیم کردیا گی تھا یعنی ایک رہائش
کے لیے اور دوسرا جگہات کے لیے پہنچا گیا تھا... پروفیسر شایر
اس وقت رہائش ہستے میں ہی موجود تھا کیوں کہ جلد ہی انہوں نے
تمہاری کی آواز سنی۔
اندر داخل ہونے والا آدمی ادھیرہ عمر کا تھا۔ اس کے بال
باکل سفید تھے۔ بعنیوں تک سطید تھیں۔ اس نے اپنی آنکھیں
پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ پھر مسلکا کر بولا:
” اگر میں یہ کہوں... کہ اپنے پڑا جیشید اس وقت پروفیسر ڈاکر
کی گلشیگی کے سلسلے میں ہم سے پاس آئے ہیں، تو یہ غلط نہیں ہو گا۔“
” آپ کا نیا نہیں ہے؟ وہ آنکھے ہوئے ہوئے۔“
پروفیسر ڈاکر نے سب سے ہاتھ ملاٹے اور پھر وہ پڑھنے
اپنکی جو شیخ نہ مختصر طور پر حالت اپنی بتائے۔ شاہد میر کے
دو صہوں میں تبدیل ہو نے کا عاقد بھی سنایا۔ پروفیسر ڈاکر پر سکون
انداز میں یہ سب کچھ سنتا رہے۔ آخر کرنے لگا،
” سا بھس ابھی نہ جانتے کیا کیا کھل کھلائے۔ بہر حال میں اعتراف
کرنا ہوں کہ جو شخص بھی یہ سب کچھ کر رہا ہے وہ بہت بڑا سائنس دان
ہے... اس کے ارادے کیا ہیں، مجھے کچھ اندازہ نہیں... شاید

نیں پوچھا۔

فداگر روم کی دیگی طرف کی دریار پر ایک فریم کی ہو کر آئی۔ ایک جمیش کے منزے نکلا۔
لیکن آپ ابتنے بھر ان کیوں پس لے دیکھ کر۔ کیا آپ اے
بانے ہیں۔

”نہیں۔ میں اسے نہیں جانتا۔“

”تو پھر آخر بات کیا ہے؟“

”کیا آپ کا یہ دوست دولت مند تھا؟“

”اہ، آپ دادا کے زمانے کی پئے شاہزادوں اس کے پاس

تھی... مختلف بلکروں میں اور خفیہ بگروں پر۔“

”ہوں۔ آپ کتنے ہیں کہ ایک مت سے آپ کا دوست خاہی

ہے... لیکن میں نے اسے ایک آدم و دن پہنچے ہی کہیں دیکھا ہے۔

”کیا کہا۔“ پر دنیسر ذاکر حلقت پھاؤ کر چلا۔

”اہ۔ لیکن مجھے یاد نہیں آرتا کہ کہاں دیکھا ہے۔“ تاہم میں

ایڈ کرنے کی کوشش مزدور کروں گا اور اگر یاد ہجی تو آپ کو مزدور

تھاون گا۔

”پر دنیسر کو ہاتا بکا چھوڑ کر باہر نکل آئے۔

مشکل کر رکھ چکے۔

فداگر دیگی طرف کی دریار پر ایک فریم کی ہو کر آئی۔

لیکن آپ ابتنے بھر ان کی نظر پہلی مرتبہ پڑی تھی۔

ان کی نظریں تصویر سے پچک کی گئیں... ان کے ذہن میں

آدمیان سی چل رہی تھیں۔ تصویر ایک نوجوان اور خوبصورت آدمی

لیک تھی۔ اس کی آنکھوں پر عینک تھی۔ آنکھوں کا رنگ گھرا نیلا تھا۔

”یہ... یہ تصویر کس کی ہے؟“

”یہ میرے دوست کی تصویر ہے... میرے بچپن کے دوست

کی۔“ ہم نے سائنس کی تعلیم ایک ساختہ ماحصل کی تھی۔ جب ہم دہلی

لوٹے تو یہ اچانک نہ جانے کیاں غائب ہو گیا۔ میں نے لے لئے بت

تکالیف کیا، مگر اس کا پتائنا پڑا۔

”غائب ہو گی۔“ اسکے جمیش کے منزے نکلا۔

”اہ۔ نہ جانے اسے زمین کھا گئی تھی یا آہماں نکل گئی تھی۔

— آج تک اس کا کوئی پتا نہ چل سکا۔“ پر دنیسر نے بتایا۔

”اور اس کے گھر والے؟“

”اس کا تھا ہی کون۔“ جب میرے ساختہ سائنس کی تعلیم کے

لیے پڑ پگی تھا تو اس کی مرت ایک بڑی بہن تھی... جس کی

شادی ہو گئی تھی۔ نہ جانے وہ بھی اب کہاں ہو گی۔ اس نے

بھی مجھ سے رابطہ قائم نہیں کیا۔ پیغمبر بھائی کے بارے میں

گنڈر مارٹک سکم
آبلو روڈ بروڈ کاٹھہ نو لاہور

چہماڑ اڑا دو

۰ اس کیس میں ابھی تک ہیں کچھ بھی گرتے کا موقع نہیں
ملایہ فرزاد نے باہر نکلے کے بعد مایوساہ بنتے ہیں کہا۔

『جیسیں ہی کیا... کسی کو بھی موقع نہیں ملا۔ مرٹ جنم ہی
کر رہا ہے جو کچھ کر رہا ہے؟ انپکڑ جمیشہ سکراستہ۔
۰ یہ تصویر کا کیا مقابلہ تھا؟ ٹھوڈ نے پوچھا۔

۰ ابھی ہے کچھ معلوم نہیں۔ ویسے چھے بیسن ہے، تصویر والے
آدمی کوئی کیس دیکھے چکا ہوں۔ اور اسے دیکھے دیا رہ دیر۔ بھی
نہیں ہوتی ہے۔

۰ پار جمیشہ میں سوچ رہا ہوں... آخر اس نے ہیں ٹی دی
و دیکھنے کی کیوں وجہت دی ہے؟ خان رخان بولے۔

۰ جہاں تک میں بہتا ہوں، وہ ٹی دی کے ذریعے پورے
ملک کے لوگوں کو کوئی پیشام دینا پاہتا ہے؟ انپکڑ جمیشہ بولے
۰ لیکن ایسا خیال ہے کہ فرقہ مزدہ ہے جس کی وجہ سے میں یہ نہیں
کچھ پڑھا ہوں کہ کون سے آدمی کی شکل صورت تصویر سے ملتی جاتی
ہے۔ مطلب یہ کہ یہ فیر نہ کر کے کمرے میں ہو۔ تصویر ٹھی ہے وہ اس
۰ یہ آج شام کو معلوم ہو جائے یا فرزاد بولی۔

۰ کاش مجھے یہ یاد آجائے... میں نے تصویر والے آدمی کو
کہاں دیکھا ہے۔ مجھے نہ جانتے کیوں یہ محسوس ہو رہا ہے کہ یہ بات
معلوم ہو جائے کے بعد میں اسی کیس کو حل کر لون گا۔
۰ اس کی تو ایک آسان ترکیب موجود ہے؟ فرزاد بولی۔

۰ آسان ترکیب، بنانے کی تو فرزاد سہیں ہے؟ فاروق کے نزے
نکلا۔

۰ کیسی ترکیب۔ انپکڑ جمیشہ نے پوچھا۔

۰ درختیں در کے اندھے آپ جس جس آدمی سے بھی ملتے ہیں، ان
سے دوبارہ ٹیلے اور اس تصویر کو ذہن میں رکھیے، اس طرح وہ آدمی
خود بخوبی آپ کے سامنے آجائے گا!

۰ وہ کتفی نزبر دست ترکیب ہے؟ فاروق نے مذاق اڑاتے
ہائے پہنچے میں کہا۔ لیکن یہ ترکیب اس وقت میں ہو جائے گی، اگر
ایجاداں نے تصویر والے آدمی کو راہ پلٹتے... یا اور اُدھر کیس
و دیکھا ہو۔

۰ تجربہ کر دیکھنے میں کیا ترکیب ہے؟ فرزاد بولی۔

۰ بات دراصل یہ نہیں ہے جو تم کچھ رہے ہو۔ فرمیم حالی تصویر
میں اور اس آدمی میں کچھ فرقہ مزدہ ہے جس کی وجہ سے میں یہ نہیں
کچھ پڑھا ہوں کہ کون سے آدمی کی شکل صورت تصویر سے ملتی جاتی
ہے۔ مطلب یہ کہ یہ فیر نہ کر کے کمرے میں ہو۔ تصویر ٹھی ہے وہ اس

وقت کی بے جب ان کا دوست غائب بھی نہیں ہوا تھا۔ اور اس
وقت کو زبانے کئے سال گزر چکے ہیں ... اورے میں نے تو پر فرم
سے اس کے دوست کا نام تک معلوم نہیں کیا۔ "انپکڑ جیشید چکے
خون کر کے معلوم کر لینا یہ خان رحمن بولے۔

"ہاں۔ بلکہ میں یہ بھی پوچھوں گا کہ اسے غائب ہونے کتنے
سال گزر چکے ہیں تاکہ یہ اداڑہ لکھ کوں کہ اس عرصے میں ایک اور
کے عیسے میں کس حد تک فرق پڑ سکتا ہے۔" انپکڑ جیشید بولے۔ پھر
ایک بجگر رک کر انہوں نے پرد فیرس فراز کو خون کیا۔

"ہملو پر فیرس ... معاف یکیجی۔ میں آپ کے دوست کا نام
پوچھنا تو بھول دی گیا!"

"اس کا نام ڈاکٹر شیر فراز ہے۔" پرد فیرس نے بتایا۔

"اور انہیں غائب ہونے کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟"

"تقریباً دس سال۔"

"اس کا مطلب ہے، اب تو وہ لا جھوڑ کے بھیں گے؟"

"ہاں۔ اگر وہ زندہ ہوا تو پرد فیرس نے سرو اوہ بھر کر کہا۔

"نکرنا نہیں۔ میں بہت بجد آپ کو ان کے بارے میں ہادوں کا

"کہ کر انہوں نے خون پنڈ کر دیا اور واپس ان تک آئے۔ اب ان

کا رخ پھر آئی بھی صاحب کے گمراہ کی طرف تھا۔ انہیں پورے
حالات سے باخبر بھی تو کرنا تھا۔ ۱۱۔ تمام کوئی ورثی ویکھنے کے

بارے میں بھی تو کرنا تھا۔
وہ کس تقدیر عجیب و غریب ہجوم کے چکر میں آئے ہوئے تھے
جو اچ نام من سے مل دی پر بات کرنے کا اعلان کر چکا تھا اور
جب اپکڑ جیشید نے آئی جی سا سب کو یہ بات بنائی تو انہوں نے
انہیں اس طرح دیکھا ہے یہ پاگی پوچھتے ہوئی۔ پھر جب انہوں نے
ان کے دوست شاہدیت کے وصولی میں تبدیل ہوئے کہ واقعہ ہیا
تو وہ پتھر کے بُت بن کر پیش کئے۔ پتھرہ منت بعد وہ آئے اور
تمہرا بہت کے عالمیں اور اور خون کرنے لگے۔ ان کا پتھر پیش
میں ڈوب گیا تھا اور وہ اپنی عمر سے کہیں زیادہ پوتھے دکھائیں
رہے تھے۔

تمام بڑے ہڑے افیسر ایک ڈال کرے میں لئی دی کے سامنے
پیش ہے ... لئی دی پر معمول کے مطابق پر و گرام پیش کئے جا
رہے تھے ... اور پھر بالکل شیک سات بچے ٹھیلی دیچن کا کریں
پر ایک بھاگا کا سا ہوا ... چلت ہوا پر و گرام یک دم غائب ہو گیا اور
کہ کریں پر ایک قصور نہوار ہوئی۔ یہ تصور ایک اور جیشم کے آدمی
کی تھی۔ اس کی انکھوں پر علیک حق، آنکھیں نیلیں تھیں ... اور
چھرے پر ایک چھوٹی مٹی کی ڈارچی تھی ... سر کے تمام بالی نہایت

پھر اپنے بارے میں بھی بتا دوں۔ میں ایک بہت بڑی طاقت ہوں۔ میں نے اس ملک پر حکومت کرنے کا خواب بہت مدت پہنچ دیکھا تھا... اور اس وقت سے میں یہ سوچا رہا ہوں کہ کس طرح اس ملک پر حکومت کر سکتا ہوں۔ آخر میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ مجھے تلاش کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ میں مرمر آباد میں موجود ہوں۔ مرمر آباد کی سب سے اوپری پوچی پر میری رائش ہے۔ لیکن تم میں سے کوئی بھی جو بکھر جیں پہنچ سکے گا۔ اب بس۔

کی میں پھر اس وقت قوم سے خطاب کروں گا۔

تصویر سکریپٹ سے غائب ہو گئی اور میں دی سیشن کا پروگرام شروع ہو گیا۔ حام اکیڈمی کی طبقے کے عالم میں میئنے رہ گئے۔ اور... ہم سب کو تو اس طرح سانپ سوگھے گی۔ میں ہم نے صورت کو سانسے دیکھ دیا ہے۔ حالانکہ ایسی کوئی ات نہیں ہے۔ میں جو کوئی بھی ہے... لے ختم کرنا کیا مشکل ہے۔ چند گھنٹوں میں اس پر سے پہلو کو جا اٹایا جا سکتا ہے۔ ذی آئی بھی صاحب ہو لے۔ میں اسی وقت فون کی گفتگو چیز اٹھی۔ اپر پڑنے بتایا کہ آئی بھی صاحب کافون ہے... وزیر اعظم صاحب ان سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ آئی بھی صاحب کہہ اکر رائے اور فون نہ کپ پہنچے۔

یہ سب کیا بکواس ہے۔ اس شخص کو اس کی پسازی سمت نہیں و ناپور کر دیا جائے گا۔ اس کے ساتھ میں فون ہد ہو گیا۔

تھے... کھوپڑی اندھے کے چکلے کی طرح تھی۔ موچھیں گھنی تھیں، جنہوں نے اپر کے ہونٹ کو چپا لیا تھا۔ وہ سب دم بخود پوکرے دیکھو رہے تھے کہ انہوں نے اس کے سب پہنچ دیکھے:

”آج میں اپنی قوم سے مخاطب ہوں۔ آپ سب کو یہ جان کر خوشی ہو گی کہ اب اس ملک کا حکمران میں ہوں، اس ملک پر بھری حکومت ہے... کوئی میرے حکم کے خلاف نہیں پہل سکتا۔... بروگ میں حکم ہانی گے، افسوس ہیں، میں گے۔ تمام ملکوں کو میں خود کنڑوں کروں گا۔ میری ہدایات مل جائیں گے۔ اور یہ ہدایات جب بھی نہ روت سکھوں گا، دے دیا کروں گا۔ تمام لوگ پر ملکوں رہ کر اپنا کام کریں۔ آج سے اس ملک کے صدر اور وزیر اعظم کی کوئی حیثیت نہیں رہی۔ اب اس ملک میں ان کا حکم تین پہنچے گا۔ میں اپنی صدارت اور وثارت کے ہندوؤں سے آتا ہوں۔ اپنی چاہیے، وہ پہنچے اپنے گھروں میں خاورشی سے پہنچے گا۔ باقی لوگ اپنی اپنی ہندوؤں پر کام کرتے رہیں... ان کی تنگواہ بڑھا دی جائے گی... ملک کی پیداوار میں بے تحاشا اضافہ کر دیا جائے گا اور صرف چند ہفتہوں میں ملک اس حد تک خوشحال ہو جائے گا کہ پہنچے پہچاس سال میں تھا ہوا جو گا۔

میری قوم کے لوگوں۔ قمیہ اعلان حیران ہو کر سن رہے ہو گے۔ ابھی پولیس والے میری تلاش میں نسل کھڑے ہوں گے۔ اب میں

ہو گا کہ اسے ختم کرنے کی ہر ممکن ہوشش کی جائے گی۔ تو... تو یہ اس
لے اپنی حنفیات کا کوئی بندوبست نہ کیا ہو گا یہ یہ کہ کرانپکڑ جو شیخ
خاموش ہو گئے۔
اپنے شیک کرتے ہیں لا فاروق بولا۔

تو پھر اب کیا ہو گا ؟ خان رحمان بنتے تباہی کے عالم میں ہوتے۔
یہ لوگ ناکام ہو جائیں گے اور اس وقت انہیں یہ احساس ہو گا
کہ ہم کس قدر طاقت ور آدمی سے دوچار ہیں ॥
کیا تم مر آباد نہیں باوؒ گے ؟ خان رحمان کے بھے میں حیرت
تھی۔
دہان جا کر سیا کری کے دہان جانا شیک نہیں ہے اس پکڑ جو شیخ
ہو گئے۔

کیوں ؟ فرزان نے بہرہ زدہ ہڈ کر کہا۔
کیا تم لوگ دہان جانا چاہتے ہو؟
ہون اب آجان۔ ہم دکھنا چاہتے ہیں کہ دہان کیا ہوتا ہے۔
تو سنو۔ ہم دہان کل جلیں گے ہے اپنکڑ جو شیخ نے پر اصرار
لئے میں کہا۔

بھی کیا مطلب ہے؟ تینوں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔
وہ کل دہان مر آباد کی پہاڑیوں کے آس پاس کوئی نہیں ہو گا۔
اس وقت ہم اعلیٰ ان سے جائزہ لے سکیں گے۔

خوفاک جنگ

ہال میں موجود سب لوگ اپنی کرکٹے ہو گئے۔ انہیں اپنے
ذریاعشم کا حکم مل گیا تھا... وہ سب اس وقت مر آباد پہنچ
جانا چاہتے تھے۔ اپنے اپنے ڈیپٹریٹ کی پوری طاقت کے ساتھ
اس عجیب شیخت کو ختم کرو دینا چاہتے تھے... ہال میں کافی پڑی
گواز سنائی تھی... وہ سب پہنچ رہے تھے، پلڑتے
تھے... اس وقت ایک آدمی ایسا بھی تھا جو ان سب کو رکنے
میشکنے اور ٹوکر لئے کی دعوت دے رہا تھا اور وہ اپنکڑ جو شیخ
تھے، یہی ان کی کسی نہ دستی۔

دیکھتے ہی دیکھتے ہال میں ان کے اور دہان رحمان و محمود اور فرزان

فرزان کے علاوہ کوئی بھی نہ رہ گیا۔

آپ ان سے کیا کہا چاہتے تھے؟ محمود نے پہلے تاب ہو کر کہا۔
میں انہیں یہ بتانا چاہتا تھا کہ مر آباد پر انہیماد ہند حملہ کرنا
بے سود ہو گا۔ جو سائنس دان اس طرح لی ڈی کی سکریون پر اسکتا ہے
اویمروں کو دھوکیں میں تیدیں کر کے غائب کر سکتا ہے، اس نے
اغر کسی وجہ کے تو اپنا پتا نہیں پتا دیا ہو گا۔ یہ بات وہ بھی جانتا

”لیکن ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ آج وہاں کی ہوتا ہے؟“

”اس کی تفصیل کل کے اخبار میں پڑھ دینا یہ“

”بہت اچھا۔ جیسے آپ کی مرضی۔ ویسے میرا خانہ ہے، میرا خانہ میں فون بھی پہنچ سکی ہوگی۔“ فاروق بولا۔

”اگر ہماری حکومت نے بھی سوچا ہو کہ مر آباد میں کوئی فون ان کا مقابلہ کر لے کے لیے تیار ہوگی، حالانکہ ایسا نہیں ہے...“ اس وقت ان لوگوں کی جیرت کا حامِ واقعی بھیب ہو گا جب دہل ان کے مقابلے پر کوئی بھی نہ آئے۔ اس کے باوجود...“

ان کے الفاظ درہمان میں رو گئے۔ اسی وقت فون کی گھٹنی بھی
ہوتی۔ وہ ائمہ کر فون کی طرف پہل پڑھے۔ احمد خان رحمن نے تیزیں
کہا:

”بھنی... پنج تو یہ ہے کہ میرا دل مر آباد جائے کو بہت چاہے
رہا ہے۔ اگر تمہارے ابھی جان نہیں جاتے تو نہ جائیں۔ میں ضرور
جااؤں گا۔ کیا تم تینوں میرے ساتھ چلنا پسند کرو گے؟“

”ہم ابھی جان کی اجازت کے بغیر کیسے جا سکتے ہیں؟“
”اجازت کی پردا شکرو۔ وہ میں لے دوں گا۔“

”تو پھر منکر بے؟“

وہ اسپکٹر جیشہ کی طرف متوجہ ہو گئے... وہ فون میں کسی کی
ہات سن رہے تھے۔ پھر انہوں نے کہا:

”لیکن میں اسے مناسب نہیں سمجھتا۔“

”پھر وہ دوسری طرف سے کی جانے والی بات تھتھے رہے۔ آخر رسمیور رکھ کر عاپس آئے۔ ان کی پیشانی پر سلوٹی تھیں۔ جیسے دن سن کر پرشان ہو گئے، جوں۔“

”کیا بات ہے جیشہ؟“

”آئی بھی صاحب کا فون تھا۔ انہیں کہیں راستے میں تھیاں آیا کہ میں تو ان کے ساتھ ہوں ہی نہیں۔ وہ وجہ پوچھ رہے تھے، میں نے کہ دیا کہ میں اسے مناسب نہیں سمجھتا۔ لیکن وہ نہیں مانتے۔“

”انہوں نے حکم دیا کہ میں فدا مر آباد پہنچ جاؤں۔“

”ادوہ۔ یہ تو بہت اچھا ہوا۔ ہم تو پہلے ہی دہل جانے کی تھان پہنچے ہیں۔“

”لیکن۔۔۔ دہل جانا ٹھیک نہیں ہے۔“ اسپکٹر جیشہ نے مکونہ ہد کر کہا۔

”کام کیوں۔۔۔ دہل کیا ہو گا۔“

”آؤ۔۔۔ اب جانا تو پڑھی گیا ہے... خود ہی دیکھنا پڑا آنکھوں سے۔“

”خوب ہی دیر بعد ان کی کار بھی مر آباد کی طرف بادری تھی۔“

”مر آباد کی پہاڑیوں پر آج عجیب منظر تھا، یہاں اتنے آدمی

بھی دیکھنے میں نہ آئے ہوئے گے ... سیکھوں فوجی پاہی مور پیچے
بنگال پکھے تھے ... پولیس والے اپنے انتظامات میں لگے ہوئے تھے
ہر ٹھکے کے بڑے بڑے افسر یا انگل موجود تھے تاکہ جو بھی
صورت حال پیش آئے اس سے بچتا جاسکے۔

مر مر آباد کی سب سے اوپری چومن پر ایک عجیب و غریب ہی
مارت نظر آ رہی تھی۔ ہوں گناہ تباہیے پہلوں کو تداش کر دی
اُسے تیار کیا گی ہو۔ اسی مارت میں جا بجا روشن داں تھے ... ان
میں سے ہر روشن داں میں ایک آدمی کا چہرہ نظر آ رہا تھا اور
بندوق کی قسم کے ہتھیار کی تالی بھاٹک دیتی تھی ... مارت کے
اور پیشیے کا ایک گھنہ بنا ہوا تھا جس کا رنگ و صیہنی کا ساتھا۔ اس
گھنڈ کے میں مدھیان میں سے ایک لوہے باکری اور دعات کا
پاپ سا اپر آہٹا پلا گیا تھا۔ اس پاپ کے سرے پر ایک چھٹا
لہوارہ تھا۔ چھٹے پر اس شفعت کی تصویر تھی ہوئی دی پر لوگوں
سے مخاطب ہو چکا تھا۔

اچانک فوج کے ایک آفیسر کی لاٹو سپریک پر آواز اگری۔
... اور پہلوں سے مکرانے لگی،

و مرد سانس داں ... تجو کوئی بھی ہو خود کو قاذن کے حوالے
کر دو۔ تم مزدور کوئی پاگل ہو ... ہم تھارا ملاج پاگل خالتے ہیں
کر دیں گے۔ اگر پانچ منٹ کے اندر انہم مارت سے باہر نہ

آئے تو پہاڑ کی اس پوٹی کو جس پر عمارت بنتی ہوئی ہے، اڑا دیا جائے گا۔
اس مرض کے لیے ہم ہلکی ترین لپٹے ساتھ لاتے ہیں؟

یاں بھاٹ کہہ کر آفیسر خاوش ہو گیا ... دوسرا طرف مسلک
خاوشی طاری رہی اکوئی برابر شدید گیا ... آفیسر نے اپنے سے
بڑے آفیسر کی طرف سوالی انداز میں دیکھا۔ آخر اس نے گولہ باری
کرنے کا حکم دے دیا۔ تو پوں کے ٹھنڈے گولے دھائیں دھائیں
کی آواز سے نیکے اور تیر کی طرح عمارت کی طرف گئے ... لیکن دوسری
لمحہ چونکا دینے والا تھا۔ گولے عمارت تک پہنچے بھی نہ تھے کہ دیت
کے نرتوں میں تبدیل ہو کر پہنچے گر گئے۔

پہلی بار فوجی آفیسروں کی پیٹا یوں پر اختر کی کھیڑی نو دار ہیں
اب عام فائزگ بھک دیا کی مگر اس سے بھی پکون نہ ہنا۔ کویاں ملتے
ہیں ہی اگر بری خیں۔ اب تو سب کے ٹھانے پر سپول گئے۔
— پہاڑی کے اور مارت تک پہنچنے کی کوشش کی جائے ہے۔
پولیس کے اعلیٰ افسروں نے ویکھ کر نیا حکم جاری کیا۔

چشم زوں میں سیکڑوں پولیس والے پہاڑیوں پر چڑھنے لگے ...
ان میں سے ہر ایک سلح تھا۔ انہیں کہی تھی کہ آئندہ
کوئی فائز بھی نہ کی گیا ... ان کی سیرت پر صحتی بجا رہی تھی کہ آئندہ
روشن والوں میں موجود وہی کے آدمی ان پر فائزگ کیوں نہیں کر
دیتے جبکہ کوئی دوسرے مارت کی طرف بڑھتے جا رہے ہیں۔ سب کی

نظریں مل پڑتے وہ اون پر جو بھی بھیں ... اگرچہ یہ حرف پر بھر کے فتوں کو دیکھنے میں ان کے ساتھ فوجی بھی شامل ہو گئے تھے۔ اور پھر وہ اپنے جانے والا آدمی رک گی۔ اس کے پھر سے پر بھائی جہالت بھٹکنے لگی۔ اس کے ساتھ کوئی پیشہ؟ عجیب تھی دیوار کی قسم کی پیشہ ... لیکن ... وہ دیوار امنیں نظر نہیں آ رہی تھی ... اسی نے تو اسے دیکھا ... وہ دیوار ایک لیے شیشے کی تھی جو بہت مشکل سے نظر آ سکتا تھا اور ساقہ بھی اسے بیہات مسلمون ہوئی کہ وہ پوری پاکی اسی دیوار کے گھیرے میں تھی۔

خود کی دیر بعد دوسرا نوجوان پر اس دیوار نکل پڑی کہ اس کے پیشے تھے اور ہر کوئی رک گیا تھا۔ انوں نے دیوار پر اپنا پورا زور حرف کر دیا ... بندوقوں کے بیٹھنے والے لیکن اس کا پکڑ نہ بھگتا۔ پیشے کھروئے رہتے افسوس اور دوسرا نوجوان کے بیٹھنے والے ... ہوا میں بندوقوں کے بیٹھنے والے کوں پڑھتے ہیں۔ آخر بالآخر سپری پرانے سے کاگی:

"یہ تم لوگ کیا کر رہے ہو ... کیا ہمارے لڑاکے ہو؟"

"ہمارے راستے میں ایک دیوار ہے ... نہ جانے کس پیشے کی دینی ہوئی ہے جس نے ہمارا راستہ روک رکھا ہے؟ ایک پاہی نے پھر کہا۔ اس کی آواز سہاروں سے ملکاتی ہوئی پوری وادی میں پھیل کر اور پیچے جو تردد لوگوں نکل بھی پڑھنے لگئے۔

دیوار ملکہ ہیں تو کوئی دیوار نظر نہیں آ رہی ہے لاؤ ڈسپیکر پر کسی بھی۔

"آپ کو کہے نظر آ سکتی ہے۔ یہ تو ہمیں ایک رانچ کے فاسدے کے بھی بہت مشکل سے نظر آ رہی ہے: اسی پہاڑی نے کہا۔

"بہت اچھا۔ ہم اس دیوار کو تو شے کا سامان اور بیچ بہت ہیں" اعلان ہوا۔

اور فر ایک دوسری پارٹی اور پر کے طرف روانہ ہوئی۔ اور پہاڑی نکل خاموشی طاری تھی۔ بیسے عمارت میں کوئی زندہ شخص موجود ہی نہ ہے تھی پارٹی ہوا اور پر روانہ ہوئی اس کے پاس بہتے دستیاب اور در جانے کی کیا کچھ تھا۔ آخر وہ دیوار نکل پڑھنے لگئے۔ سب سے پہلے بسا دیوار پر رکھ کر چلا ہاگی ... لیکن ۲۱ حرف گھوم کر ہی رہ گی۔ اس سے ماوس ہو کر ایک دستیاب دیوار پر اس جگہ مارا گی جہاں کوئی آدمی نہ تھا، ہم پھٹھا اور اس کے فرستے لختا ہیں وہ دو رنگ پر ہے۔ لیکن دیوار کا پال بھی بیکا ش ہوا۔ وہ سکتے ہیں آئکے۔ جسے وہ معلوم کام بھر کر شر سے رفاد پہنچتے تھے، وہ ایک مشکل ترین کام شایستہ ہو رہا تھا، یہ پھوٹی سی عمارت الیکٹریکیے ناقابل تیز قاد نباتت ہو رہی تھی۔

اچھاک عمارت سے ایک آولاد نکل رہا دیواری میں گوئیں لگے۔

وہی آواز تھی جو لوگ اُنی دی پرسن پکے تھے:

نہ تو گوا میں اس وقت بک ناموش اس یہے بیٹھا رہا کہ تم توگ اپنی سی کوشش کر کے دیکھو۔ تم دیکھو، ہی پچھے ہو کر پکو نہیں بلکہ اجاگنا... اگر میں چاہتا تو تم حادثت کی طرف فارغ ہی نہ کر سکتے اور ان توپیں چلا سکتے۔ نہ اس دیوار تک پہنچ سکے اب لیکہ نہو ہے میں تم توگوں کو بھی دکھانا چاہتا ہوں۔ تو... میرا سخن کے پیشے بھا تیار ہو جاؤ۔ کیونکہ تم اس طرح مجھے اپنا حکم نہیں نہیں دیں تو بھیں ول دوز چھین شیش اور وہ تھرا کر رہ گئے... ماونگے۔

وہ سب پوچھ کئے۔ پر لشان ہو کر ایک وہ سرے کی طرف کے ہال میں ادھر سے اور سماں رہے تھے، ویسے گھستہ بڑھتا ہے۔ اپنے کو نہ جانتے اب کیا ہوتا ہے... وہ کیا کرتا ہے۔ اپنے کو دشی دلوں میں کاچوڑ پھرے حرکت میں آئے... انہوں نے اپنے بندوقوں کی نایلیں سبیدھی کر لیں... نایوں کا تریخ ان پس اجیوں کی طرف تھا جو ابھی تک دیوار پر بندوقوں کے بہت نار رہے تھے یا برما چلانے کی کوشش کر رہے تھے۔ ان کے رنگ اونچے... جیسوں میں تھرلختی دوڑھنی... کہوں کر وہ سب ان کے انشائے پر رہے۔

بارے میں پوری طرح جان لینا چاہیے کہ وہ کون ہے، کیا ہے، کتنی طاقت کا ہاک ہے۔ ایک سانس دان جو آدمیوں کو جو ہیں میں تبدیل کر دیتا ہے اور اُن وی کی سکریں پر نہودار ہو سکتا ہے... وہ کس قدر خوبناک ہو سکتا ہے، اُنہیں پہنچے ہی سرپر لینا چاہیے تھا۔ میں نے ہال میں بھی سب کو روکئے کی کوشش کی تھی مگر میری کسی نے نہ تھنچ... اور نتیجہ یہ نکلا کہ بیسوں آدمی اپنی جانوں سے اگر وہ جو بیٹھے ہیں۔

دو اور غائب

جوں ہی ان کی کار مرمر آباد کی پہاڑیوں کے نو دیکھ پہنچی، زور دو تک اجیں انسانی دھڑک نظر آرہے تھے... وہ سرائی

ویکن... لیکن یہ کہتے ہو گا۔
” یہ تو آگے جل کر، ہی مسلم ہو گا۔“

پھر وہ بروم کے پاس پہنچ گئے۔ نان رحمن نے کار ایک طرف کر لی۔

” کار میں دی بیٹھے رہو۔ ابھی اترنے کی فزورت نہیں ہے۔“ اسکے بعد جمیں اپنے ساتھ ایک طرف کر لی۔

انہوں نے بھائیتے ہوئے کہنے کو میوں کو روکنے کی کوشش کی۔

” کیون کہیں نے ان کی بات سننے کی کوشش نہ کی۔ وہ سب تو کھلانے ہوئے تھے... آپ ان پکڑ جمیں کار سے باہر لے لے اس کی پھٹت پر چڑھ کر اور اور دیکھنے لگے۔ ایک طرف انہیں

لوچ اور پلیس کے آدمی جمع ہوتے لظر آئے بہت سے آدمی لاشوں کو اٹھا، اٹھا کر ایک بجھ ڈھیر کر رہے تھے۔

” آؤ میس ساختے“ انہوں نے پھٹت پر سے بیٹھے چلانگ لگانے ہوئے کہا۔

” کار سے باہر نکل آئے... کار انہوں نے دیہی پھر ڈھیر کر دیں۔“ پیدل آگے بڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ اس بجھ پہنچ کے بھاں لاشیں جمع کی جا رہی تھیں۔ یہاں انہیں آئی جی اور دی آئی جی صاحب نظر آئے۔ انہوں نے بھی انہیں دیکھ لیا۔

” جمیں... خدا کی پناہ۔ تم اب آرہے ہو۔“ آئی جی ہوئے۔

” میں آپ کا فون موصول ہوتے کے بعد رفادہ ہو اتھا۔“
” لیکن تم ہمارے ساتھ کیوں نہیں پہنچئے تھے؟“

میں نے سب لوگوں کو روکنے کی کوشش کی تھی۔ میں اس بجھ نہ رکھا، اندھہ حلا کرنے سے اپنیں روکتا چاہتا تھا... میں چاہتا تھا اقاعدہ پر دگلام بنایا جائے، خوب غور و خوب کیا جائے... یہاں اکر خاموشی سے صلات کا جائزہ لیا جائے، لیکن میری کسی نے

” تم شیک ہی کتے ہو۔ افسوس ہم اپنے بہت سے نوجوانوں سے ہاتھ دھو دیتے۔“

” جی کے ہو۔“ ان پکڑ جمیں نے پوچھا۔
” جواب میں ڈی آئی جی صاحب نے انہیں پوری تفصیل سدادی۔“ انہیں انہوں نے بتایا کہ موش والوں سے جو آہ می جھاک رہتے ہیں، انہوں نے جب بندوقیں چلا دیں تو انہیں سے گویوں کی بجائے ہریں سکی نکلیں... آسانی بجلی کی سی ہریں... آن واحد میں یہ دگ نہیں آرہے... اتن خدا۔ یہ اس طرح جل گئے ہیں بیسے

” اسافی بجلی سے درخت بل جاتے ہیں۔“
انہوں نے لاشوں کی طرف دیکھا اور سکتے میں رہ گئے۔ لاشیں کو نہ بن پھیلیں۔

” اب کی کرنے کا ارادہ ہے۔“ ان پکڑ جمیں نے

... باقی لوگوں کو دوڑھٹ جانے کی ہدایات دے دی گئی تھی۔ اسپکٹر جیشید بھی اور سب لوگ اور ہمراہ پناہ دے رہے تھے۔ اسپکٹر جیشید بھی انہیں نے کر کار میں آبیتھے اور کار بیک ہونے لگی۔

دیکھتے ہی دیکھتے قین طیارے زبردست گمن گرج کے ساتھ ان کے سروں پر سے گزگز گئے۔ پھر انہوں نے ایک ساتھ غوطہ لگایا اور قین بھر گراتے ہوئے اگے بدل گئے۔ بھر تیر کی طرح عمارت کی طرف آئے لیکن پھر انہوں نے ایک حیرت انگیز ترین منظر دیکھا، قینوں بھر چند سے والے پاپ کے گرد چکر لگا رہے تھے۔ پھر وہ قین مختلف سطحیں میں گرے اور پھر انہیں زبردست دھماکے سے پیشیں۔ چنانوں کے ہزاروں ملحوظے مختلف انسٹوں میں نہیں دیں اور جھاں لوں کی طرح اچھے اور سیکھیوں جیسیں فنا کو ہلا گئیں۔ جو لوگ ابھی تک پناہ دیں لے پائے تھے، ان میں سے بہت سے تو سیکھے پھرلوں کا شکار ہو گئے۔

اب شہانے کرنے آدمی بھری طرح تڑپ رہے تھے اور وہ سب بے بھا سے اپنی تڑپتے دیکھ رہے تھے۔

ان کے رنگ سفید پڑ گئے۔ .. سر تک پر ناکام نہایت ہو گئی۔ اب پہاڑی پر جلا اونہ ہونے کی بجائے ان لوگوں کوہ سنوں کی پڑھی ہوئی تھی۔ طیاروں کو فراہم ہدایات دی گئیں اور فوجیہ بھاری دیکھ دیں۔ فوج اور نہیں دوسرے طیارے آئنے دکھانی دے رہے تھے

”فوج کے کافر میان چھپت معاشرے کے لیے آرہے ہیں۔“ حالات کا جائزہ لینے کے بعد کوئی قدم اٹانے کا حکم دیا گی ”میں جانتا ہوں، وہ کیا حکم دیں گے؟“ اسپکٹر جیشید نے پرشیا ہو کر کہا۔

”تم... تم کیسے جانتے ہو؟“ آئی بھی صاحب کے لیے میں حیرت تھی۔

”میں اندازہ لگا سکتا ہوں۔ وہ جائزہ لینے کے فرما بعد طیاروں کے اور لیے اس پہاڑی کے اوپر بھاری کا حکم دیں گے، لیکن میں یہ بات واضح کر دوں کہ اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔“ یہ ہو سکتا ہے کہ ان طیاروں کو نقصان پہنچے۔

”اب یہ تو ان کے آئے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔“ آئی بھی بولے اور اسپکٹر جیشید ناموں پر ہو گئے۔ لاٹیں ابھی تک لائی جا رہی تھیں۔ دو گھنٹے بعد معلوم ہوا کہ پہنچا لیں آدمی بیل کو راکھ ہو گئے تھے۔

عین اسی وقت کا اڈا بخوبی کے آئے کی خبر ہے۔

مکھڑی فیر اجدر آئی بھی صاحب اور ڈی آئی بھی صاحب حیرت میں ڈوبیے ہوئے اسپکٹر جیشید کی طرف دیکھ رہے تھے، کیوں کہ کافر صاحب نے فوراً ہی طیاروں کے دریبیہ بھاری کا حکم دے دیا تھا۔

اور اب فنا میں دوسرے طیارے آئنے دکھانی دے رہے تھے

کما نظر ان چیز نے آخر اعلان کیا کہ شام سات بجے فی روی
پروگرام سخنے کے بعد مینگ ہو گی اور اس مینگ جس ہر حصے
کے افسر شامل ہوں گے۔

اگر انہوں نے سرکاری رہائش کو زچھوڑا تو ہم اتیں وہیں ملھیں میں
تجدیل کروں نہیں۔ علان ختم ۶۰۰۔
ان اخلاقاً کے ساتھ ہی تصور برخاب ہو گئی اور فی روی کا اصل
بروگرام مکر پر شروع ہو گیا۔ وہ سب لکھتے کے عالم میں ہے
نقیرے سخنے رے تھے... آخر فی روی ہند کردیا گی اور مینگ
شروع ہوتی۔ آئی بھی صاحب نے اپنے جھیٹ، ٹھوڑا، ناروچی
اور فرزانہ کو بھی شرکیں ہونے کی تباہت کی تھی۔ اپنے جھیٹ
اٹے ساتھ ننان رہان کو بھی لے آئے تھے۔ اگرچہ ان کی سرکاری
چھیٹ کوہ نہیں تھی، ہم انہوں نے ملک اور قوم کے لیے بہت
چکو کیا تھا۔ اس لیے اس بات کا امکان نہیں تھا کہ ان کی
شرکت پر کوئی احتراش اٹھائے کا۔ مینگ کی صادرت نائب وزیر اعظم
کر رہے تھے۔ ملکہ یہ تھا کہ اسی سانحہ میں کوئی طرح ختم کیا
جائے۔ کسی کی بھروسہ نہیں آ رہا تھا۔ سب نے اپنی اپنی
سمجھ کے مطابق مشورے دیتے۔ لیکن کسی کا مشورہ بھی پستہ دین
کیا گی۔ آخر آئی بھی صاحب امیر کرنا بے وزیر اعظم کے پاس گئے
اور ان کے کام میں پکڑ گئے۔ ان کی آنکھوں میں اسید کی کرکٹہ پکڑی اور
انہوں نے کہا:
”ایسا یہاں اپنے جھیٹ بھی تشریف رکھتے ہیں۔
”جی ہاں۔ میں موجود ہوں۔ اپنے جھیٹ کے نئے نئے ہوئے گا۔

ٹھیک سات بجے فی روی پر سے پروگرام کی تصور برخاب ہو
گئی اور سانس دان کی تصور آگئی۔ اس کے پھر سے پر ایک مسلکہ مہبہ
تھی جس سے فتح کا احساس ہو رہا تھا۔ پھر اس کے لپٹے:
”میری قوم کے لوگ۔ آئی میں پہلے آپ کو اپنا نام بناؤں گا۔
کیوں کہ رعلیا کو ان کے صدر کا نام معلوم ہونا چاہیے۔ مجھے ڈاکٹر
کیکاؤں کہتے ہیں۔ میں اس ملک کا نیا حاکم ہوں۔ میں نے کل
ہی واضح کر دیا تھا کہ اب سابق صدر اور وزیر اعظم کی کوئی امیت نہیں
ہوئی۔ باقی دوسرے لوگ اپنا اپنا فرض الجام دریتے رہیں، لیکن
یہی ہدایات کے باوجود نیمسے صدر مقام پر حل کیا گیا۔ آپ دیکھ
ہی چکے کہ کس قدر جانی لفڑاں ہوا۔ میں ایمید کرتا ہوں کہ آئندہ
اس قسم کی بے وقوف ارادت حرکت نہ کی جائے گی۔ میں نے کل سابق صدر
اور وزیر اعظم کو ہدایت کی تھی کہ وہ صدر مقام کی بجائے اپنے زانی گھوڑی
میں پہلے جائیں، لیکن انہوں نے بھی میری ہدایت پر عمل نہیں کیا۔ میں
انہیں ہمیں گھنٹے کی حدت دیتا ہوں۔ چوں میں گھنٹے کے بعد بھی

”جسے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے پہلی بار حکم کرنے کی محاذت کی تھی۔“

”بھی ہاں۔ میں پہنچے ہی انہاڑہ لگا چکا تھا کہ ٹھاکر نے میں سراسر نقصان ہو گا۔“

”تو پھر۔ آپ کوئی مشورہ دے سکتے ہیں... آخوند ہم کیا کریں؟“
”فی الحال اس کا ہر حکم مانا جائے، وہ دھاری مشکلات اور پریشانیاں بڑھ جائیں گی۔“

”لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے... صاحب حدد اور وزیر اعظم کی طرح اپنے گھروں کو جا سکتے ہیں... وہ ہرگز اسے پسند نہیں کریں گے۔“
”تو پھر وہ انہیں غائب کر دے گا۔ اس سے کیا فائدہ ہو گا؟“
ان پکڑ جیشید بولے:

”کہہ بھی ہو۔ کم از کم اس کا یہ حکم نہیں مانا جاسکتا۔“
”ٹھیک ہے۔ آپ باتر سکتے ہیں... میں نے بڑھوڑہ غائب بھا، دے دیا۔“

”ہوں۔ ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔“
”وہ گھنے کی بحث کے بعد بھی کچھ تینجے پر عین پہنچا جاسکا اور یہ میٹھک برناست ہوتی۔“

”وہرے روشنام کے وقت پورے شہر میں خوف و ہراس پھیل گی۔ یہ خبر نہیں پہنچے کی زبان پر تھی کہ صدر صاحب اور وزیر اعظم صاحب غائب ہو گئے ہیں۔“

مضمون پڑھلو

پورا ملک بھیب و غریب صفات کا شکار تھا۔ ایک شیطانی بہن نے سب کا سکون درٹ لیا تھا۔ کسی کی بھجوہ میں نہیں آرہا تھا کہ آپ کیا ہو گا۔ کیا وہ ہمیں واقعی ان سب پر حکومت کرے گا اور وہ اس کا پکھر بھی نہ لے سکے گے۔ صد اور وزیر اعظم کے پہاڑ نائب وزیر اعظم ہی نئے ہو اس کے مقابل کوئی قدم اٹھا سکتے... لیکن سب سے بڑا سوال تو یہ تھا کہ کیا کیا ہو جائے... اس نسبت کیسے پہنچا ہائے... ان ایک ایک گزرنا جارہا تھا لگوں کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی... دلنوں میں سادا سادا دن کوئی کام نہ ہوتا، اسی موضوع پر باتیں ہوتی رہتیں... اور محمود، فاروق اور فرازان بہت بور ہو رہے تھے۔ ان کا کن تھا کہ اب تک انہوں نے اس کیسی میں ایک تیر بھی نہیں چلایا... ان پکڑ جیشید کو سب سے زیادہ پروفیسر داؤڈ کا انگر تھا اگر ڈاکٹر کی کامیں نے انہیں غائب نہ کیا ہوتی تو اس وقت تک ان پکڑ جیشید ان کی ہدایات کی روشنی میں نہ جانے کیا پکھر کر چکے مجھتے۔ وہ دہار بار سائست کو تسلی دینے جاتے اور پریشان ہوٹ آتے۔ انہیں پریشان دیکھ کر محمود

فاروق، فرزاد اور سیگم جیشہد بھی پریشان ہو جاتے۔ کیوں کہ اسپکٹر جیشہد تو وہ آدمی تھے جنہوں نے شکست کھانا سیکھا ہی تھا۔ دوسری طرف ڈاکٹر سیکلاؤس ہر روز شام کو سات بجے عالم سے خطاب کرتا انسیں ہماریت دیتا۔ دچانے والے کیا چاہتا تھا... پہاڑ کی پوچھی پر پیٹھ کراں سے حکومت کرنے کا کیا غایہ تھا۔ کیا وہ لوگوں کو مرد اپنا خلام بنانے میں خوشی مسوی کرتا تھا... ۰

ایک روز شام کے وقت اسپکٹر جیشہد بے چینی کے عالم میں کھو کر مسیں شل رہے تھے اور نبود، فاروق اور فرزاد آپس میں تائیں کر رہے تھے۔ فرزاد کہ، ہی تھی،

۰ میرا خیال ہے کہ میں اس کیس کا جائزہ بھی عام کیسوں کی طرح لینا چاہیے... دراصل ہمارے ذہنوں میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ ہمارا مقايد ایک بڑھنے سامنے دان سے ہے۔ اب اجان کیا آپ اس تصویر کو بھول گئے... جو پروفسر ڈاکٹر کے ہاں آپ کو نظر آئی تھی... وہ پروفسر ڈاکٹر کا دوست تھا اور اچھا کم کیں غالب ہو گی تھا۔ کیا ہم اس کے ہار سے میں اور پھر معلوم نہیں کر سکتے؟ فرزاد نے اپھی بھلی تقریر کر دیا۔

۰ اوہ... فرزاد۔ تمہاری زبان پے یا کیا... رُکھنے کا نام ہی نہیں لیتی، ویکھنے نہیں ابا جان کچھ کوچھ رہے ہیں:

۰ اوہ... نہیں فاروق... ایسا ذکر۔ فرزاد نے اس وقت

بوبات کی ہے، وہ اس کیس میں سب سے پہلی اور سب سے بڑی بات ہے۔ فرزاد نے بالآخر کہبے کو ہم زندگی طور پر شکست کھا پکھے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہمارے تو ہم ناکارہ ہو گئے ہیں۔ ... لیکن اب میں وانتھی ایک بار پھر اس تصور پر کوہ بھیخت جاؤں گا... اور اس کے بعد ہم مر آباد جائیں گے، کیوں کہ میرا خیال ہے۔ اس تصور سے بہت جتنا آدمی میں لے دیں گیں ویکھا ہے:

یکتھے ہی اسپکٹر جیشہد ہلنے کے لیے تیار ہو گئے۔ وہ بھی اُنھوں کو کھوئے ہو گئے۔ پروفیسر ڈاکٹر کو ان کی دوبارہ آمد پر بہت حیرت ہوتی اور یہ سن کر تو انہی کی حیرت کا کوئی ملکا دی ہی نہ رہا کہ اسپکٹر جیشہد صرف اس تصور کو دیکھتے آئے ہیں۔

۰ آپ کے پاس اپنے دوست کی کرنی اور تصور نہیں سے بچنے سائز کی بہانوں نے کہا۔

۰ آخر بات کی ہے ۰ پروفیسر ڈاکٹر نے جبراں ہو کر پوچھا۔ ۰ شاید میں آپ کے دوست کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاؤں انہوں نے کہا۔

۰ میں دیکھتا ہوں۔ میرا خیال ہے، میرے الہم میں اس کی ایک تصور تھی تو سی۔

۰ تو پھر فرا جلدی کریں۔ انہوں نے بلے چین ہو کر کہا۔ پروفیسر ڈاکٹر قرآنگ کرم سے پڑے گئے اور پھر پندرہ منٹ

بہ لوئے۔ ان کے ہاتھ میں ایک چھوٹے سائز کی تصویر تھی۔ اس تصویر اور دیوار پر لگی تصویر میں کوئی فرق نہیں تھا... انھیں پروفیسر کا شکرے ادا کیا اور وہ باہر نکل آئے۔

اب ان کی ہادر مر آباد کی طرف جاری ہی خان رجان نے پھر دون کے لیے انہیں دی تھی تاکہ وہ اس کیس کے ساتھ میں مر مر آباد ہاں کیسیں... مر مر آباد میں شاہد منیر کی کوئی کے پاس رُک کر انہوں نے ایک رائگیر کو روکا اور بولے:

”ڈاکٹر شیفڑا“ رائگیر کے ساتھ ہی محمود قادری اور فرازdar کے من سے بھی بھلا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ان کے والد ڈاکٹر شیفڑا کے پاس آئے ہیں۔

رائگیر کے بتانے ہوئے راستے پر پلتے ہوئے وہ ڈاکٹر شیفڑا کی کامپنی کے سامنے پہنچ گئے۔ ان پکڑ جیشید نے گھنٹی کاٹیں دیا۔ ایک طازم نے دروازہ کھولا، پھر اس نے انہیں ڈینگ روم میں بھیجا اور ڈاکٹر کو اطلاع دینے چلا گی... بلہ ہی ڈاکٹر اندر دنھل ہوا مگر نہ سترے میں ہی لگ گی... اس کے پھر سے پر حیرت تھی:

”میں آپ لوگوں کو کہیں درکھ پکلا ہوں۔“

”بھی ہاں! شاہد منیر کے ہاں آپ سے ملے کا اتفاق ہو جائے تھا... اور یہ وہ وقت تھا جب شاہد منیر دھوئیں میں تبدیل ہوا تھا“ نسکر

بید نے آئندہ ہونے کے ان کے ساتھ رہ تینوں بھائیوں پر احتیاط کیا۔
”اوہ... بھی یہ ٹوکرے سکر کر کیا، پھر اگے بڑھ کر ان سے احتیاط کیا۔

”ہم داخل ہک کو درپیش مٹے پر بات کرنے آئے ہیں؟“
”کیا مطلب؟“ وہ پوچنے کا۔

”میرا مطلب پروفسر کی کاؤنسل سے ہے، آخر ہم اس کا مقابلہ کس طرح کریں... اس کے ٹکانے کو کس طرح تباہ کریں...“
آپ نے وہی پر اسے دیکھ دی پکے ہوں کے۔ انجارات پڑھتے ہی رہتے ہوں گے:

”جی ہاں۔ میں بہت اپنی طرح جانتا ہوں۔ لیکن آپ میرے پاس کیوں آئے۔ میں تو صرف ایک ڈاکٹر ہوں۔ اور اس طرف کے

یہ تو آپ کو کسی سائنس دان کے پاس جانا پایا ہے تھا۔“
”جیسے کہ دل تے بتایا تھا کہ آپ نے بھی سائنس کی تعلیم حاصل کی ہے۔“

”میں جناب۔ کسی نے آپ کو نکلا تباہ کیا ہے۔“
”اوہ۔ پھر تو ہم نے آپ کو بلا وجد زست دی۔ تو یہ راجمات

”دیکھیں۔“
وہ باہر نکل کر کار میں بیٹھ گئے اور والپس شہر کی طرف روان ہو گئے

چاروں خاروش تھے، انہوں نے ڈاکٹر شیفڑا کو اس درباری بقیر دیکھا تھا...“

لیکن ... میں تم اس دبیر کو کیسے ہمایں مجھے فاروق کے

مکی خیال ہے اب اجاتا ! فراز نے پوچھا۔
”بُخْتے بیٹھنے ہے ... پروفیسر فاکر کا دوست بھی ڈاکٹر شیفر ہے ... بیس تو بیجھا ہے ...“ تمہیں سلسلے میں کیا کرتے ہو۔ تم نے
”رکار بھی بھی خیال ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ڈاکٹر اس کیس میں کچھ نہیں کیا۔ یعنی اب میں تمہیں پوری آزادی
خود کو عاشر کیوں کر رکھا ہے۔ اس نے پہنچے تجھے میں بھی تبدیلی کر رکھنے کی اجازت دیتا ہوں ... کیوں کہاں وقت پورا لکھ
گرد بھی ہے۔ اگر اس کی قیادتی صاف کر دی جائے تو اسے فدا کیا جائے۔“ دوست الجن کا شکار ہے، ابھن کے اس عالم میں اگر کسی دش
جا سکتا ہے دیے پروفیسر ڈاکٹر اسے اس روپ میں بھی فرائیا جائے تو ہم کیا کریں کے ...“ سوائے شکست کا نہ
سکتا ہے وہ غور نے کہا۔
”کے اور کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔“

”ہوں — تھا راغی خیال ٹھیک ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ اس کیس اور ... تو کیا یہ سائنس دان ڈاکٹر کی کاؤس بھی چاہتا ہے؟“
”سے ڈاکٹر شیفر ڈاکٹر کیا تعلق ہے۔ بھی نام بتایا تھا تا پروفیسر ڈاکٹرنے پہنچے دوست کا؟“
”اون — شاید آئیں۔“
”اوہ ...“
”سوائے جو شیئر فراز کا کیا تعلق ہے۔“
”تو پھر اب تمہیں یہ سوچنا ہے کہ اس کا اس کیس سے کیا
”تعلق ہو سکتا ہے؟“
”بھی بست اچھا ... ہم سوچیں گے ...“
”اوہ ہاں — میں کل رات مرمر آباد کی پہاڑیوں پر بھی چڑھا
”لپیٹ میں تھا۔“
”وہ بولے۔“

”وہ گھر آگئے۔ اسکے درجہ بھی اپنی لاہوری میں گھس گئے ...“

”جن — کیا مطلب چیزوں ایک ساتھ چونکے۔“
”ہاں — ہم یہ کام کسی کو تابع نہ بھیر کری گے۔ کیونکہ تباہ
”میں اس کی اجازت نہ ملتے۔“

وہ جو راون کی طرح رسائل پر دسائے ڈیمیر کرنے لگئے۔ جو اسیں اسیں رسائے کی حضورت تھی۔ وہ اپنی حیثیت بھری انعامات دیکھ دے چکے۔ آخر پون گھنٹے کی محنت کے بعد وہ ایک رسائے پر بیٹھ کر کھل آئے۔ چھروہ نایبین پر بیٹھ کر ہی اسے بغیر پڑھنے والے نہ بھی اسی رسائے پر بچک گئے۔ لیکن اسپکٹر جنید نے الکٹر ڈاکٹر شیفڑی کا مضمون پڑھتے ہوئے ابھی انہیں چند منٹ سر پلا کر انہیں باہر جانے کا اشارة کی۔ انہوں باہر نکل گئے۔ انہیں گرسے تھے کہ بیگم شیرازی انہر داخل ہوئی۔ انہوں نے ان کی بے پہنچی بڑھتی جا رہی تھی۔

“آخر اسی رسائے میں کیا ہے؟ محمد رضا بڑا یا۔

”کوئی مضمون نہیں دلتا۔

”تو تم بھی سمجھتے ہیں۔ تم نے کوئی تھی بات نہیں بتائی۔“
”میں تیر پر قدم اٹھاتے باہر چل گئے۔“
”بلومنی بات تم بتاؤ۔“ فاروق مکہ بڑا یا۔
”اس میں حضور کوئی ایسا مضمون نہیں اس نے تو ان کا پھر وہ بہت سنبھال دیا۔“
”اوہ... اچھا۔“

اپنک لامبریری کا دروازہ کھلا اور اسپکٹر جنید باہر نکل آئے۔ ان رکھتے ہوئے کہا،
”پرمضمن یہد میں پڑھ دینا۔“ آئی بھی صاحب لے فراہم کیا ہے
”کہا پہنچ دیکھو وہ حیثیت زدہ رہ گئے۔“ وہ بے سہ خوش تھے اور
”بڑھو گئی۔“ انہوں نے مسکراتے ہوئے رسالہ ان کی طرف بڑھا۔
”اوہ...“ وہ دھک سے رہ گئے۔ پھر فرزاد نے پوچھا۔
”میں تو پہنچ دیکھو۔“ سوچدار کا مضمون پڑھ دیا۔

”انہوں نے بے پہنچی کے عالم میں صعنی ایک سوچدار کھوئی اور یہ دیکھ دیں۔“ لیکن انہوں نے کہا ہے کہ معاملہ بہت خطناک ہے۔
”کہ جو بچک دے گئے کو منشوں ڈاکٹر شیفڑی کو لکھا ہوا تھا۔“
”کو پھر پہنچی۔“ شاید اس مرتبہ ہم اور ہر سے اور ہر آنے جانے۔

ڈاکٹر شیفڑا

اس کا مطلب ہے، آپ مجھے مکمل اختیار دے رہے ہیں۔“

ایک بار پھر وہ کامیں بیٹھے برقِ رفتادی سے اڑے جانے والے بان چوں تدارسے جی میں آئے کر سکتے ہو یا آئی جی بولے۔
جسے، بدھی نائب وزیرِ اعظم کے پیٹھے پر پہنچ گئے وہ یہ ہے... اور مجھے اسی بات پر
جیز ان رو گئے کہ اس وقت پان آئی جی صاحبِ نائب وزیر اور مجھے اسی بات پر
صاحب اور کامیڈی پیشیت کے علاوہ اور کوئی بھی نیس تھا، تدارسے مشعرے و قانون منیر کیا گیا یہ نائب وزیر یا ملک بولے۔
۲۰ اور مجید، ہم تھاڑے ہی انتشار کرے بستے، آئی جی بولے
”کوئی بات نہیں بنا بے والا۔“ اپکی مجید بولے۔ اپ میں تو انہر
کیکاؤس کو دکھدے دیں گا۔

”کیا تمہارت فہمیں میں کوئی پلان ہے۔ کوئی ترکیب ہے؟“
”بھی نہیں۔ لیکن آپ نظر نکلنے کریں۔“
”بھی نہیں۔ شاید اس ملک میں تمہارے
ہمیں تم پر پوچھ پورا بھروسہ ہے۔ شاید اس ملک میں تمہارے
سو کوئی ایسا نہیں جو ہمیں اس کیفیت وہ صورت سے لگائے
۔ اور؟ ان کے مذکورے نکلا۔ محمود فاروقی اور فرزانہ بھی مذکور
ہے گئے، یکوں کہ ابھی تھوڑی دیر پہنچے، ہی تو ان کے والوں کو خیال
”اب ان حالات میں...“ چب کر صدرِ صاحب اور فرمائے
صاحب بھی طالب ہیں اور ملک اس ساضھی دان کو وجہ سے آئے۔
ہیں پہنچنا ہوا ہے... صورتِ حال بہت تازگ ہو گئی ہے۔

”کیا مطلب ہے کامیڈی اپیٹی اور دوسرے نوٹسے آچھے۔“
”بھی ہاں۔ یہ سب مل جگت سے ہجرتا ہے... بکھر میں تو
یہاں ملک کئے پر تیار ہوں کہ ڈاکٹر کیکاؤس کا لمحہ ادا دشمن ملک کے
کارگروں کی مدد سے ہی پساذگی پر بنوا گیا ہے۔“

کے سوا پچھو بھی نہیں کر پائیں گے یہ محدود نے کہا۔
”کیا مجید بولے۔“

”میری تو عقلِ جیز ہے... میں ہاگ ٹور تین سنبھا ہوں
اوہ؟ ان کے مذکورے نکلا۔ محمود فاروقی اور فرزانہ بھی مذکور
ہے گئے، یکوں کہ ابھی تھوڑی دیر پہنچے، ہی تو ان کے والوں کو خیال
”اب ان حالات میں...“ چب کر صدرِ صاحب اور فرمائے
صاحب بھی طالب ہیں اور ملک اس ساضھی دان کو وجہ سے آئے۔
ہیں پہنچنا ہوا ہے... صورتِ حال بہت تازگ ہو گئی ہے۔
اس بیٹھے بیٹھے کہ کم از کم اس ساضھی دان کا پچھو ہو جائے۔“
”آپ کے خیال میں اس کے خلاف کیا کارروائی کی جا سکتی ہے
اپکے پیٹھے پوچھا۔“
”میری تو عقلِ جیز ہے... میں ہاگ ٹور تین سنبھا ہوں۔“

”تری نے تو کہا کہ جب بکھر پڑو فیصلہ داؤ نہیں ملتے، تم اس
نہیں بخدا ساتھ رہتے گے۔“
”اوہ ہاں۔ یاد آیا۔ لیکن میں پہاڑیوں پر کیسے چڑھوں گا۔؟“
”بیسے ہم چڑھیں گے و ان پر جیش ملکاۓ۔

”تم لوگوں کو تو عادت ہے۔“
”تم بھی تو ریاستِ فوج ہے۔ کافی خوبی میں رہتے ہوئے پہاڑیوں پر
کبھی نہیں چڑھتے۔“
”وہ اور زمانہ تھا۔ اب میں بڑھا کر چلا گوں۔“
”چھوڑو یہ۔“ ماقبل کرو۔ ”ان پر جیش و جہرے سے بٹے۔
”ماقبل اس لیے کہ رہا ہوں کہ قاروق ماقبل کرنا سمجھوں گیا ہے۔...
جب کہ میں اسے ہر سال میں پہنچتے ہوئے دیکھتا چاہتا ہوں۔“
”رہاں کی سرگوشی قاروق نے بھی صاف سننی۔“

لیکن انخل میں چڑھیا تو نہیں ہوں۔ اس نے کہا
”ہاں! یہ بولنی ناہوت۔ اگر تم اسی طرح پہنچتے رہ جو تو میں پہاڑ
تو کیا، آسمان پر بھی چڑھ جاؤں گا!“
”خدا شکرے، آپ آسمان پر چڑھیں...“ فزان کے ٹوٹے سے

”بھی ہاں... کیوں کہ اگر آسمان سے مجھ پڑے تو کہہ دیں ہاں
پڑے کا، ورنہ محاودہ خلدو شتابت ہو جائے کا یہ قاروق بولا۔“

”اے اسکیں سمجھی کی سکھی رہ گیں۔“

مات تاریک مخفی۔ مردم آباد کی پہاڑیاں اندر ہی میں ڈوبی ہوئی تھیں
ایسے پانچ سلے ان پہاڑیوں کی طرف بڑھ رہے بنتے... ان میں سے
ایک کہ رہا تھا،

”اس گیس میں اب تک تم نے کچھ نہیں کیا۔ اب کام کرنے کا
وقت آگئی ہے۔ معلوم ہو باتے گا، تم میں کتنی صدایتیں ہیں؟ یہ ان پر
جیش کی کوئی نہیں۔“

”فکر نہ کریں ابا جان۔ ہم خود کچھ نکھو کرنے کے لیے بدین
ویسے گھوڑکی آواز اجھوڑی۔“

”آہستہ بات کرو...“ سرگوشی سے زیادہ اوپنی آواز نہ ہو...
اگر بچک اس کے کافوں میں پڑا گئی تو ہم کامیاب نہیں ہو سکیں گے
ان پر جیش پڑے۔

”تو کیا وہ جاگ رہا ہو گا!“

”پکھو کہا نہیں چاہکتا۔“

”یار جیش...“ تم مجھے کیوں ساتھ لاتے ہو۔ مجھے پہاڑیوں پر چڑھنا
نہیں آتا، یہ خان رہاں کی آواز نہیں۔

لیجئے۔ چل پڑی تریان۔ فرا اشارہ کرنے کی دیر تھی۔
محروسہ ماق اڑا نے والے انداز میں کہا۔

”دیکھا انگل...“ میں اسی بیٹے نہیں بول سکتا تھا۔

”اچھا یعنی اب گنگو لا سلے بند...“ کیوں کہ رہا سے چھالی
کام شروع ہوتا ہے۔ انپر جیشہ بولے
”یعنی پہنچا بدر۔ فرزاد مکرا ای۔“

ویار جیشید... تم یہ کام دن میں نہیں کر سکتے تھے۔ خان راجا
بولے۔

دن میں پہاڑی عمارت تک پہنچنا ممکن تھا۔ انہوں نے
ہوا ب دیا۔

لیکن یہ تو سوچ... ان پانڈوں پر تو لوگ دن کی روشنی میں
چڑھتے ہوئے ہوتے ہیں... اور تم نہیں رات کے وقت چڑھتے
کی دعوت دے رہے ہو۔“

”دعوت بھی میں دوں گا۔“ پسلے اور پینچ کر توڑ کھاؤ۔ کیا
پرد فیض داؤ کر نہیں پھانا چاہتے... تک کو خلاب سے نکالے گا
ارادہ نہیں سیت۔“

”شیش تو۔ یہ دنوں ازادے تو بہت نیک ہیں؟“

”تو پھر بسم اللہ کرو۔ میرے پاس پسل نثار ہے۔ سب
سے اُنکے میں چلوں گا یہ۔“

۶۴
۱۲ سے تو پسلے کیوں نہیں پایا تھا؟ خان راجا خوش ہو کر بولے
اور وہ مکرا کر رہے گئے۔

۱۳ اور پر چڑھتے گئے۔ ایک ایک ایسے کر کے چڑھتے ہے جو
ایسے ہیں ان میں کے کسی بیباوں نعلیخانگہ پر پڑھتے کی دربار تھی کہ وہ
ستکھڑوں فٹ گھری کھلتی ہیں جاگڑتا اور اس کی وڈیاں بھی ہے۔
بی بیاں... لیکن یہ تم بھی کوئی معمولی آدمیوں کی عیسیں تھی۔ انہوں نے

ایسے ۱۴ دہانے کتنی مرتبے کے تھے۔
کمرے چلتے وقت انپر جیشید نے انہیں رپڑ کے جو تھے
پہنچ کی ہدایت کی تھی اور اب بھی رپڑ کے ہٹتے ان کے کام
اڑھے تھے... مردہ اس وقت انہیں سخت دشواری ہوتی۔ آخر
مناندا کر کے وہ اس دیواریک پیٹھ کے چوبت مشکل سے نظر
آتی تھی اور ظاہر ہشیشے کی تھی، لیکن اگر وہ ہشیشے کی ہوتی تو بندوق کے
بیٹوں سے ٹوٹ نہ گئی ہوتی۔

۱۵ اب آپ کی کری گئے۔
۱۶ اس دیوار کو توڑوں گا۔ کم از کم اتنے جھٹے کو کہہ اندھے داخل
ہو گیں۔ وہ بولے۔

”لیکن کیسے توڑیں گے؟“ محروسہ تھی ان ہو گر کل
۱۷ شاید تم رسائے کا وہ مضمون پڑھا جھوٹ گئے تھا
۱۸ اور... اسے۔ وہ۔ ہاں واقعی... وہ توڑے چکا گیا تھا۔

ہم آپ کے ساتھ ناٹب وزیر اعظم کے ہاں جو چلے گئے تھے۔

۰ اکا یہے تم پوچھ رہے ہو۔ ۰ دیوار کیسے توڑوں گا۔ سنو۔ ۰ ڈاکٹر شفیقہ نے آج سے گیرہ بادوں مال پٹے اس رسالتے میں مضمون لکھا تھا۔ ۰ اس مضمون کی رو سے ایک دیوار بنانی جا سکتا ہے جس پر دم دکھنے اور اس قسم کا کوئی بھا رستیار کام نہ کرسے۔ اس وقت اس کے قریب میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ خود اسے اس قسم کی دیوار بنانی پڑے گی۔ لیکن میں مضمون بادوں مال پٹے پڑھ چکا تھا اور ایک دھنڈا سا خاکہ میسہ ذہن میں بوچاہو تھا۔ یہی وجہ تھی کہ میں اس رسائلے کو تلاش کر رہا تھا۔ اور اب میں جانتا ہوں کہ اس دیوار میں سوراخ کیسے کیا جاسکتا ہے۔

اوہ! وہ حیرت زدہ رہ گئے۔

اندوں میں ان سپکڑ جسید اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی سیسی لکال پکھے تھے۔ اس میں کوئی محلہ تھا۔ انہوں نے کہا۔

۰ یہ چند تقریبیں لا مرکب ہے۔ میں اس کا صرف ایک نظر اس دیوار پر گراہاں گا اور دیکھوں گا کہ اس کا کیا ملک ہوتا ہے۔ ۰ دیوار میں یک دم تین فٹ شکاف سا پڑ گی۔ اسیں یوں دکھیسے وہ جسد ہجان بنا کر اڑ گیا ہو۔

۰ کیا خیال ہے... کیا اس سوراخ سے گور کو گے یا ایک قلعہ اور گرافن۔ ۰ انہوں نے ان سپکڑ جسید کی چھکتی ہوئی آواز سنی۔

خان رحمن کی تیج

۰ جی دین؛ ۰ یہ جگہ کافی ہے... ۰ ہم گزر جائیں گے، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا پرو فیر سیکاؤس کو اس خیال کے پڑھنے کی خبر د ہوئی ہو گی جب کہ اسے ہربات کا پتہ پل جاتا ہے؟ ۰ اگر ہم نے یہ کام روشنی کے وقت کیا ہوتا تو یہ تینا اسے پتہ پل جاتا... لیکن اس وقت تو وہ سوراخ ہو گا۔ ۰ ان سپکڑ جمیش نے جواب دیا۔

۰ تو پھر بسم اللہ رحیم۔ ۰
وہ ایک ایک کر کے اس شکاف میں سے گزرنگے انہوں نے دیکھا... عمارت اب ان کے بالکل ساتھ جب کر لے دیکھا۔ ۰ دیوار کے اس پار یہ بہت دکھر معلوم ہوتی تھی۔

دیوار کے اس پار یہ بہت دکھر معلوم ہوتی تھی۔

۰ بہت خوب اہم آہ پہنچ گئے۔

۰ خاموش اب کسی کے مدد سے ایک لختہ بھروسہ نکلے۔

۰ کیا تم سوتے میں گرفتار کرنا پاہتے ہو؟ خان رحمن نے حیران ہو کر پوچھا۔

۰ نہیں... میں پہلے اس کے پاس پہنچا چاہتا ہوں۔ اگر

وہ باگ میں تو یہ عمارت پاس ہوتے ہوئے بھی بہت دور ہو جاتے گی اور پھر شاید ہم کبھی بھی اسی تک نہ پہنچ سکیں؟ وہ کتنا پڑھ لے گے۔

ڈھینک ہے۔ یہ تجھے گے۔

وہ دبے پاؤں اور پر ہی اوپر پڑھتے پڑے گئے۔ یہاں تک کہ ایک ہجوار۔ میدان تک پہنچ گئے۔ اسی میدان پر وہ عمارت بنی ہوئی تھی... اور اسی وقت، ہنوں نے دیکھا... یہ واقعی پہاڑ کو کاٹ کاٹ کر بنا لگئی تھی اور اس کے پیلے یقیناً سائنس آلات استعمال کیے گئے ہوں گے۔ عمارت کا دروازہ بند تھا... انہوں نے دباو ڈال کر دیکھا اور پھر یا یوس ہو گئے... دروازے پر رور آزمائی کرنے کا سوال، یہ پیدا نہیں ہوتا تھا... وہ تو نہایت خاموشی کے اندر داخل ہونا چاہتے تھے۔

اپنے جیشید نے پھر لکا کر عمارت کا جائزہ لینے کا اشارہ کیا۔ اور وہ دونوں عمارت کی دیوار کے ساتھ ساتھ گئے پڑھنے لگے۔ پھر کاٹ کر واپس آئے تو محمود نے کہا:

تو ہے کا ایک پتلا ساپاٹ عمارت کی چھت تک چلا گیا ہے پر نہیں وہ کسی فرضی کے پر لکایا گیا ہو گیا۔

وہی وقت ہیں اس سے فرض نہیں کر وہ کس مقصد کے لیے لکایا گیا ہے۔ چنان فاروق... کام کرنے کی باری قراری ہے۔

چھت پر پہنچ کر نیچے اترے اور دروازہ کھول دو، اسپکٹر جیشید
تے دبی آؤ ہوئیں کہا۔
”بھی بہت بہتر۔“

فاروق نے کہا اور پاٹ کی طرف چل پڑا۔ باقی لوگ بھی اس
کے پیچے تھے۔ درسرے، ہی نے فاروق نہیں کی سماں ہجرت
اور جوش سے اور پھر جو رہا تھا کوئی اور موقع ہوتا تو فرزانہ اور
محمور اس کا مذاق اڑائے بغیر تر رہتے، مگر اس وقت تو بادت کی
ایساں ایساں تھیں تھیں... اور پھر فاروق چھت پر پہنچنے میں
کا بیاب ہو گیا۔

ان کے دل و حکم دھک کر لے گئے... کیوں کہ فاروق
اب رُشن کے شکھ لے کے اندر پہنچ چکا تھا۔ ہب کر وہ ایسی
باز مر جو دستے۔ وہ انشکار کرتے رہے۔ ان کی سب سینی ہڑھتی
تھی۔ وہ فاروق کے پارے میں نیکر مند تھے۔ اچانک
دروازہ آواز ہی ایکجھے بیٹھ کھل گیا اور ایسیں فاروق کا وحدہ و وحدہ
ساق پھرہ دکھانی دی۔ ان کے دل خوشی سے بھر گئے... پر قدم
پر کامیابی ان کے قدم پر ہی تھی۔

وہ اور داخل ہوئے... یہ سبھی چھپ انہیں تھا، اسپکٹر
جیشید نے پہلی تاریخ روشن کر لی اور اس کی مدد سے اُنگے بڑھنے
گئے، وہ ایک صحن میں سے گزر رہے تھے۔ صحن کے چاروں طرف

کرے نہ آرہے تھے اور ہر کرس کے ساتھ ایک ایک روشن دن
کی قسم کے مستقل سوچاں تھے... جو اسی روز انہیں روشن دن
علوم ہوتے تھے... لیکن اس وقت ان سوچاں میں پروفسر
کیساوس کا کوئی ساتھی نہیں تھا۔ وہ کروں کے پاس پہنچ کر
اچھاک وہ آپلی پڑتے۔

پھری مادرت بکہ نعت روشنی میں ناگزیر تھی... اور روشن
نے انہیں سمجھ رہے ہیں لے لیا تھا۔

"بہت طوب! تم بہاں تک پہنچ پہنچو۔ چلو یہ اچھا ہی ہوا
میرے راستے کا سب سے بڑا کامنا تکل جائے کا۔ قدر سے بعد
کون ہے جو یاں تک پہنچ سکے؟ پروفسر کیا وہی کی آواز گوئی۔
تمہارا خیال غلط ہے۔ اس دنیا میں اللہ نے ایک ہے پڑھ کر ایک
پیدا کیا ہے... اگر ہم نہ ہوں گے تو اور بہت سے ہم جیسے ہوں
کے... شاید تم میں جانتے... جانے ملک میں ہم بھی کہاں
شرت رکھنے والے بھی کچھ لوگ میں... ان میں سے ایک تو
اپنکا کامران مرزہ اور ان کے پیچے ہی میں ہے اپنکا جمشید کے
پیٹ گھٹے۔

"فیر انہیں بھی دیکھو لوں گا۔"

"تم ہو کیاں۔ سامنے کیوں میں آتے؟"

"مرود آؤں گا۔ اس پیٹ کے ساتھ ایک کرے کا مروداڑہ

کھلا اور انہوں نے دیکھا... ان کے سامنے وہی شخص کھڑا تھا جو
لبی ویژوں پر انہیں دکھانی دیتا رہتا تھا۔

"بہت طوب! - تم پر دیکھیں کیا کوئی ہجوم
ہاں۔ اب تم بہاں سے پہنچ کر منیں جا سکتے ہے پروفسر بولا۔
اچھا ہی پہنچ جاتا ہے۔" اپنکا جمشید مسکرا کے۔

دو بیسے میں چیران ہوں... تم نے دیوار کو کیسے قروٹا؟

"چند تین باروں کی حدود سے۔ در بھل میر کا یادداشت اتنی کمزور
ہیں... پارہ سال پہلے تم نے ایک سانسی رسائی میں مضمون لکھا تھا۔

بس اس مضمون کو پڑھ کر میں جان لیا کہ ہم کس طرح یہاں آ سکتے
ہیں۔" اپنکا جمشید مسکرا کے۔

"اوہ۔" واقعی تم بہت چالاک ہو۔ غیر آج تمہاری پہاڑی کا
آخوندی دنیا بابت ہو گا۔ یہ کہہ کر اس نے تالی بھائی۔ فرمادی

دوسرے کرے کا دروازہ کھلا اور اس میں سے پاٹی آدمی سمجھ دیکھ
تم کے پیشوں ہیے باہر نکلے... لیکن پہنچ جانے کیا ہوا...
دروازے میں ہی فوجیں ہو گئے۔ وہ پہنچ بھی نہ کے۔ پروفسر

نے پوچھ کر انہیں دیکھا اور تمہاری سے اپنکا جمشید کی طرف
پہنچنے پر اسی کس پیڑے سے ہلاک کیا۔ میں نے خاتم کی آغاز

میں سنی۔ نہ ہم تمہارے نام تھے بیجوں میں ہیں؟ اس کے بچے میں

بلکہ جیرت تھی۔

"ہمارے ابا جان کالا بناو جانتے ہیں" فاروق بول آئھا۔
میں باتنا ہوں۔ اس مکان میں تمارے ساتھیوں دس آدمی
تم بھی یہی زد پر ہو۔ حرکت کرنے کی کوشش دکن کی ہیں... کچوں کم میں بخشی والوں کی تعداد جن چکا ہوں۔ اس
بھتت نہیں... میں یہاں بغیر کسی استظام کے آبادی کا۔ تم تمارہ چھے ۲۰ اور تم بھی زبری سوچ کی زد پر ہو دو۔
ان کے مقابلے ابھی ختم بھاٹہ ہوتے تھے کہ پروفیسر نے پھر تائی ہاتھ اور پڑھا دو اور خود کو گرفتاری کے لیے پیش کرو۔
جھان۔ ایک اور کمرے کا دروازہ کھلا۔ ان مرتب پروفیسر نے دروازے
کی طرف نہیں دیکھا وہ انپکڑ جمیل کو بخوبی دیکھتا رہا۔ دراصل وہ رہے جانے نہیں کر دیں کہ
دیکھت پاہتا تھا کہ انپکڑ جمیل اُس کس طرح پلاک کرتے ہیں... لیکن میں تھیں زندہ گرفتار کروں کا۔ انپکڑ جمیل نے مضبوط

اور چھ دیکھتے دیکھتے ہیں درست کرے سے نکلنے والے پانچ تھیں جن کہا۔
بھی آواز پیدا کیے بغیر ڈھیر ہوتے۔
تو پھر اُو۔ اُگے بڑھو۔ تم بھاڑ کا پاپ سانکھل کر محمود کے
"میں بھر گیا۔" پروفیسر کیکاڑی کی آواز ابھری۔ تم بھاڑ کا پاپ سانکھل کر بڑھتے یعنی اسی وقت
کام لے رہتے ہو۔ افریقیہ کے باشندے اس ہتھیار سے
لپنے والوں کو نظم کرتے ہیں؟
لان رحان کی آواز لے انہیں پڑھا جاتا۔
م بھر گیا۔ میں تھاں ساختیوں نہیں مارا تھا۔ بھر گا ہوں۔ پکد

"ہاں۔ تھاں انہیں شیک ہے۔" انپکڑ جمیل مکارے۔
پروفیسر کے دامن محمود، فاروق، فرازان اور خان رحان بھی ہر تر نہ
بچے بھی کرنے دو۔
رحان تم... اس کا تھابد نہیں کر سکو گے؟
بلے... تھکت کھا جاؤں گانا... یہ خیال تو نہیں علی
کہ میں نے لپھے دوست پروفیسر داؤو کے لیے کچھ بھی نہیں کیا۔
رحان اماں جاؤ۔ یہ بہت خذلناک اوری ہے۔ ابھی بچے بھی
نیں معلوم... اس سے مقابلہ کس طرح کرنا بوجگا۔
ساختے والوں کے جسم کے کسی بھتے ہیں چبھ جاتی ہیں، زبر اس
تیز ہوتا ہے کہ مرنے والوں کے علقے سے آواز نہیں نکل سکتی۔

بُرھیت بُرھی جاری کئی

۰ پُلچھی اور بھی اپنا ہے، اس طرح نہیں یہ اندازو تو ہے جیشی۔ یہ آدمی وہے کا ہے۔
جتنے کراس سے کس طرح رفتا ہے تے۔ کیا کیا... وہے کا ہے۔
یہ کہتے ہی خان رحان ان پکڑ جیشی کے آگے آگئے۔ انہوں ہیں۔ اس سے لانے کی کوشش درکرا۔
دوفوں ہاتھوں سے اپکڑ جیشی کو پیسے دھکیل دیا اور خود لگان لیکن راستے بغیر جم اس پر فتح کس طرح حاصل سرکھتے ہیں۔
”رحان نہیں پھر کہا ہوں۔ جیکے ہٹ ہٹو؟ اپکڑ جیشی پر جیشی ہوے۔
بے پیش ہو کر کما۔

”تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکو گے۔
”یدم تم تو یہاں ری گھبرا رہے ہو، آخوندی آدمی ری ہے۔ اور دیکھا جانے کا ہے۔ یہ کہ کس اپکڑ جیشی کے بڑے۔ پر دیکھ
ہیں بھوت تو نہیں ہے۔ خان رحان ہے۔
”جن بھوت سے مقابلہ کرنا ہست اکام ہے؟ اپکڑ جیشی کا سامنا اس کے منہ پر مار کر دیکھا۔ ... ان کے ہاتھ پر چوتھ
پروانہ کرو۔ ان الفاظ کے ساتھ خان رحان پر دفیر کیکاڑ کیں۔ ... وہ سمجھ گئے، خان رحان نے نکلا نہیں کہتا۔ وہ شخص کا
پاس پہنچ گئے۔ لیکن انہوں نے حرکت کر لے کی کوشش نہ کر کیا، اور ہے کی طرح بخت تھا۔ درجاتے اس نے کیا چیزیں استعمال
طرح اینچ بند کو۔ وہ ماقی رہا تے والے العاز میں خان رحان نہیں۔ ... دیے وہ ہو ہے کا خال پیٹے ہوئے نہیں تھا۔

کل طرف لکھے جا رہا تھا۔ یہ دیکھ کر اسیں غستہ آگئی اور انہوں نے اب کی کروکے جیشی۔ ... اپکڑ جیشی ہوئے۔
ایک سکا پوری طاقت سے پر دفیر کے منہ پر دے مارا۔
دو سیرت تردد رہے گئے۔ ... خان رحان کے منہ سے ایک بھی ایک زور دار جھکا دیا۔ پر دفیر دوسرا طعن اٹھ کیا۔ ... اس
چیخ نعلیٰ تھے۔
پڑ کر ایک زور دار جھکا دیا۔ پر دفیر دوسرا طعن اٹھ کیا۔ ... اس نے
کی ملا گئیں اب تک اپکڑ جیشی کے ہاتھ میں تھیں۔ ... اس نے

وہ اپنا ہاتھ درمرے ہاتھے پھر کر زمین پر دیکھ گئے

اپنی مالکوں کو پوری طاقت سے گما دیا۔ اسکے بعد جمیلہ ہوا۔ اس بار پھر خان رہائش کے منزے چڑھنے لگئی، اپنی رہیں رہن لگتی ہوئے دیوار سے ٹکرائے۔ ان کے ملنے سے ایک کرب ناک ہی کہے کہیں چنانے سے ٹکرائے ہوں۔ دوسرے ہی لئے وہ بے سوش تک اور وہ ساکت ہو گئے۔

جمیلہ، خانہ تی اور فرزاد دم نجود روکے۔ وہ سوت بی کی شکر پر و نیز پھر اپنے چینی کی طرف محو رہنے روتی اور فرزاد تھے کہ یہ شخص اس قدر طاقت دی بھی ہو سکتا ہے۔ ان کی انکھیں بڑے تھیں اور اسیں اس کے ناسٹے میں کھڑی تھیں۔ ... جمیلہ نجود کے پاس آئیں۔ اسی وقت انہوں نے پہاڑ کھنک کی خوناک کروکا۔ ... سوت نیز پرستی کی طرف پڑھا۔ ... خون کھانے یا کے پاس میں ایکہ حکم دار چوڑے بچل دلا پاتو تھا۔

ایکہ بنت کی جائے فرزاد انہیں اس کی طرف دوڑی۔ پر و فیرس ایک اب اسکے بعد جمیلہ کا پیٹ میں اس کے پیکوں کے سامنے پہنچے کہ یہ بھٹکا کر یہ بڑی کی کر رہی ہے۔ ... لتنے میں فرزاد اس کروں گا۔” یہ سکتے ہوئے وہ اسکے بعد جمیلہ کی طرف بڑھا۔ اسکی ہاتھوں میں سے تکتف بولی اس کے پیچے بائپنی، دوسرے فارونی اور فرزاد اس طرف پوٹک بیسے ابھی کہ خوب رکھتے ہی لئے نجیلی اور پروفیر کی کرے رکھ کریں۔ اس کے دو توں ہاتھوں کی آنکھیوں کو ایک دوسرے میں پہنچایا۔ ... پس و فیرس رہے ہوں۔

”خیر دار... آگے بڑھنے کی کوشش کر کرنا۔ ... نماروت چلا جائے۔

”تم اگر نوبت کے ادمی ہوتے کیا ہو۔ ... تم بکھر فولاد کے بیان کے ساتھ کسی جو کام کی طرح چھٹ کھٹھے اور اس کے یہ دیکھو کر جمیلہ اور فارونی تیہر کی طرح آگے بڑھے اور اس کی طرف نہ اپا۔

”ہائل۔ ... ہماری لاٹھوں پر ہے گزر کر رہی تم ایسا جان کہ پہنچتے ہیں۔ ... دوسرے دات پروفیر کیک اکیٹ ہاتھ سے ٹک کرے۔ دویں ہاتھ سے جمیلہ کی طرف سے دات پروفیر گھٹے ہو۔

خان رہائش نے پہنچنے پہنچنے آنکھوں سے یہ منتظر کیا ہوا۔ ... ابھی نکل پا تھا۔ ... پہنچنے پہنچنے تھے۔ اب رہتے تھے۔ اسکے پاس نکل پا تھا۔ ... اس لئے پروفیر اس کی طرف پڑھنے کے لئے چلانگ کھلائی۔ ... اس کی کمر سے کراہی سکتا تھا۔

محود نے مسوس کیا... کہ پروفیسر کی جلد اگرچہ سخت ہے، لیکن
دامت اندر بھتے جا رہے ہیں۔ اسے اپنی اس کامیابی پر فخری ہوئی
اس نے دنیوں پر پورا زور درافت کر دیا۔

دوسری طرف پروفیسر کے پاس اب حرکت کرنے کے لیے
حرفت ٹھانگیں باقی رہ گئی تھیں۔ اس نے ان سے کام یا اور تین کو
سے پچھر کرنے لگا۔ وہ تینوں بھی اس کے ساتھ گھومنے لگا۔
فرزاد اپنے ہازروں کے ذریعے پروفیسر کی گردون پر برابر داؤ
بیال رہی تھی۔ اس کی کوشش یہ تھی کہ کسی اڑات پر پروفیسر کا گلا
گھٹنا شروع ہو جائے، اس صورت میں وہ اس پر فتح حاصل کر
سکتے تھے۔ پروفیسر نے پچھر کا لئے میں بلکہ تیزی آگئی تھی۔ ان
کے تین تیزی کی وجہ سے فھنایں بالکل سیدھے ہو گئے تھے،
اور اب وہ زمین کے متوازی سخت۔ اگر کوئی اس منڈل کو دیکھتا
 تو خیال کرتا کہ شاید وہ چاروں سرکس کے کسی پر دو گلام کی ریاست
 کر رہے ہیں۔

اچانک پروفیسر کے منڈ سے ایک کراہ نگل۔ اس کے ساتھ
 سے چھاؤں نکل گی۔ شاید محود کے دامت زیادہ گھرائی میں اُتر لے
 سکتے۔ انہیں چھاؤ کے گرنے کی بست خوشی ہوتی۔ یہ بیل فتح
 تھی جو انہیں پروفیسر کے مقابلے میں نصیب ہوتی تھی۔
 اب پروفیسر کو غصہ آگی۔ انہی کی رفتار میں یہر تیزی

ہو گی۔ تینوں کے لیے اب پروفیسر کے جسم سے چھٹے رہنا بہت
 ملکی ثابت ہو رہا تھا... اور پھر فاروقی کے ساتھ جواب میں
 گئے... وہ پکڑ کھاتا چواں پکڑ جیشید سے ٹکرایا... اسکو
 جیشید پھر ڈاکر آئئے... جیسے اپاٹک اسی کی ہمکارہ کھل گئی ہو۔
 انہوں نے جو یہ یہ جبرت انگیز منڈل دیکھا تو اپنے کھلا ٹھٹھے۔ ساتھ ہی ان کی
 لفڑیوں کی پڑھے خنجر سے ٹکرائی۔ انہوں نے یہیں یہیں ہی چاؤ
 اٹھایا۔ فاروقی بے ہوش ہو گیا تھا۔ اس وقت محود بھی دیوار سے
 ٹکرایا۔ اور اس کے سر سے خون بنتے لگا۔ اب فرزانہ پروفیسر
 ٹکرایا۔ اور اس کے سر سے خون بنتے لگا۔ اب فرزانہ پروفیسر
 کی گردون سے پیٹھ رہ گئی تھی... لیکن چاہکہ اب پروفیسر کے دو فوٹو
 ہاتھ آزاد ہو گئے تھے، اس یہیں اس نے فرزانہ کو ہبھج لیا اور
 دور اچھا ہوا... ساتھ ہی وہ خنجر اٹھانے کے لیے جھکا اور
 یہ دیکھ کر ٹھٹھا گیا... کہ اسکے پڑھید خنجر داہیں ہاتھ میں یہ
 کھڑے ہیں۔ فرزانہ نے بے ہوش ہوتے ہوئے دیکھا اسکے پڑھید
 خنجر سے پروفیسر پر چل آؤ اور ہمارے تھے۔ اور اس کے بعد اس
 کی ہمکمیں بھی بند ہو گئیں۔

اب صورت حال یہ تھی کہ محود، فاروقی، فرزانہ اور شاہزادگان
 چاروں بے ہوش پڑھے اور اسکے پڑھید پروفیسر سے مقابلہ کرنے
 کے لیے بالکل تہارہ گئے تھے... ایک خونک سائنس دان کے
 جس کا جسم بوجتے کو درج سخت تھا... لیکن وہ جانتے تھے

کے پاؤں پر جو ترے پرے اکھر گئے ... وہ لڑکھا بھی اور یہی وہ وقت تھا جب خیزیک نخت مردا اور پروفیسر کی آنکھیں اتر گی۔ اس کے منے سے ملٹے والی یعنی اس لدر دل دوز ہی کہ پتھر کا دہ مکان تک لئے آٹھا ... آواز اس تھرے ہو ٹاک تھی کہ خالی رہائش نہیں ... محمود، فاروق اور فراز نہ بھی بوس میں آجئے۔ انہوں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر یہ مشغول دیکھا ... انہیں اپنا کوئی ہوش نہیں تھا ا حالانکہ سب زخمی تھے۔ پروفیسر کو تزویچے دیکھ کر وہ اتنا ہوش ہوئے کہ اپنی زندگی میں کبھی نہ ہوئے ہوں گے۔ پروفیسر اگر کی طرح یعنی رہا تھا۔ انسکرپٹ جیش لے ایک عالم قسم کی رسمی جیب سے لکھا اور اسے جگوتا شروع کر دیا۔ اس رسی کو ہاتھوں سے توڑنا پڑا مکان ... پھر وہ دوسرے کرے میں داخل ہوئے۔ یہاں ایک پنگاں پر پروفیسر بندے پڑے تھے وہ صرفے پہ شاہد میرے تھا ... ان کے ساتھ ایک پیسا اونی بھی تھا۔ جب اس نے اپنا کام الوانا چھپ کر سبقی بتایا تو وہ کچھ علیٰ کر دیتی وہ مہاں ہے جو آئی بھی صاحب کے وہ غائب ہوا تھا۔ پیسوں بہت لکھوڑ پڑھکے تھے۔ پروفیسر ہاں سے غائب ہوا تھا۔ پیسوں بہت لکھوڑ پڑھکے تھے۔ پروفیسر داؤد نے انہیں پیا پا کر انہیں بھی لہروں میں تعبد کر کے چھاں لایا گی تھا ... لہروں کو یہاں وہ پھرے کے انسانی صورت میں ٹھوٹا سیکنڈ اور یہ حالت رہی تو خیز اس کی گودن نکل چکی تھی جائے گی ... تیرہ کرے کے صاحب صدر اور فرید باظم بھی برآمد کر لے گئے۔

لہجہ کا ایک حصہ ایسا بھی ہے ... بھوکسی صورت بھا پتھر کے طرح سخت نہیں ہو سکتا اور وہ سخت ہے آنکھیں۔ انہوں نے جملی لکھی تیزی سے پتھر سے پر دیس کی آنکھ پر دل کیا۔ پروفیسر ن کا مقصد بھر گیا۔ پہلی مرتبہ اس کے پتھر سے پر پر پیشانی کے آنکھ نہدار ہونے، وہ گھبرا کر پیچھے ٹاکا۔ اور وہ انسکرپٹ جیش اس کے پیچے اور پھر ... اچانک دی جانے کیے ... انسکرپٹ جیش کا خیز دلاہا تھا کلائی پر سے پر دیس کے ہاتھ میں آگی۔ اس نے ان کی کلائی کو پوری قوت سے چھپنا شروع کر دیا ... وہ کبھی اور ہو رہے تھے تو کبھی اور ... اس کو شکش جی ایک بار ایسا ہذا کر پروفیسر ایک بھوکتے پر چڑھا گیا۔ ہر روشن داں کے پیچے ایک ایک بھوکتہ بنتا ہوا تھا۔ شاید ان بھوکتہوں پر پر جو لمحہ کر بھی پروفیسر کے آدمی روشن دلوں میں سے جھاکتے تھے ... وہ خیز کو اپنی آنکھ سے دور رکھنے کا پوری گوشش کر رہا تھا اب پر جو کہ انسکرپٹ جیش سے اوپری جگہ پر تھا، اسی لیے اس کا زرد زیادہ پڑھا تھا ... وکیتھے ہی دیکھتے خیز کا رخ مرخا اور نوک اپنکا جیش کی گردن کی طرف بڑھتے گئی۔ انہوں نے محسوس کیا، اگر چند سیکنڈ اور یہ حالت رہی تو خیز اس کی گودن نکل چکی جائے گی ... انہوں نے پیشے فریڈ پر زرورد دیا اور پھر فرزا ایک تحریک ب اپنی سوچ ہو گئی ... وہ ایک جھلکے سے پیچے ہٹا آئے۔ پروفیسر

اس کے بعد وہ اور پر فیرستے تاکہ اس حیرت انگلز تھے ہے گاہ کو دیکھیں
جس کے ندی یہ سادا کام کی جاتا تھا۔ یہاں پر طرف مشینیں بُٹ
بُٹیں۔ ان میں لاکھوں بھل کے تار اور ہزاروں رنگ بر لگے ہیں
لگے ہوئے تھے... ایک طرف ایک سینا کی سکریں جتنا بُٹی وغیرہ
 موجود تھا۔ پروفیسر نے بتایا کہ اس پر پروفیسر کیکاؤں سارے شر
اور اور گرو کا علاحدہ کیا تھا... اور جسے لہر لپر تبدیل کرنا پاہتا
اُس پر اُس کے مشین چلا دیا تھا۔ پہلے وہ شخص بے ہوش ہوا
پھر اس کا چشم برف سے بچا تریا وہ تنہدا ہوتا اور اس کے چند منٹ بعد
وہ دھوکیں ہیں بندی ہوئے گئے... یہ دھوکا دراصل لہریں ہوتی
ہیں، اور میرے دن اسکے جمیٹ سب لوگوں کے سامنے پروفیسر
کیکاؤں کی کافی سارے تھے:

"در اصل یہ کافی بارہ سال پہلے شروع ہوئی جب پروفیسر
کیکاؤں نے ایک مضمون لکھا۔ اس نے مضمون میں لکھا تھا کہ
وہ ایک ایسی دلیل بنائے کہ جس پر گولی، بُم یا کوئی بھی اثر نہیں
کر سکتا اور یہ کہ وہ دیوار دور سے نظر بھی نہیں آ سکتی... اس کا
یہ مضمون دشمن ملک نے بھی پڑھا۔ انہوں نے فوراً اس سے رابط
قائم کیا اور اپنا پروگرام اسے بتایا۔ انہوں نے کہا کہ وہ اسے مر آباد کی
پہنچ دیوں پر ایک مکان بنواریں گے... اس مکان کے اوپر وہ
تجھے کے طور پر وہ چادر بنا کر دکھائے... چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اب بلا کرتے کا اچھا موقع ہے۔ انہوں نے پرو فیسر عاصب سے
کہ دیا کہ کامیاب ہونے کی صورت میں پورا ملک اس کے حوالے
کر دیا جائے گا ایکن وہ ایسا پر گزد کرتے... پرو فیسر کو اپنا قیدی
بنانیتے اور اس سے کام لیتے رہتے۔ دوسری طرف پرو فیسر نے سامنے
کی حدود سے تیار کی گئی بیب دلیر بہ دلاینی کھا کر اپنا جسم لہبے کی طرح
حنت بنایا تھا اس کوئی لے شکست نہ دے سکے... اور پس تو یہ
ہے کہ میں اور خاتون رحمن بھی شکست سے دوپار ہو گئے تھے...
یہ تو ٹھوڑا، فاروق اور فرزانہ تھے جنہوں نے لوٹنے کے اس پہاڑ
سے گزری... دوسری اس وقت صورت حال پھر اور ہوتی... آئندہ
میں یہ بھی بتاتا ہوں کہ یہ خاتون بہیں کون... تو میلے... یہ
ہیں مرمر آہاد کے ڈاکو شیفڑی... اور پرو فیسر اکر کے مژدہ
دوسٹ شیر اونہ... یہ اسی سبھی غائب ہو گئے تھے کہ دشمن
ملک نے ان سے رابطہ قائم کر لیا تھا۔ انہوں نے پہنچ ہرے
میں کوئی تبدیلی کی اور مرمر آہاد میں رہنے لگے، پھر ڈالا ہی رکھ لی۔
اوہ یہ ڈالنے کی مقصودی تھی... اس ڈالنے کے ساتھ یہ ڈاکو شیفڑو
کی صورت میں لوگوں کے سامنے آتے... لی وحیا پر آتے تو ڈالنے
آئدیتے... لیکن چونکہ یہ بھی ان کی اصل صورت نہیں تھی، اس سے
پرو فیسر فاکر بھی انسیں لہوئی کی سکریں پر دیکھنے کی کسے باد جو نہ پہنچان
سکے کہ بھی ان کا مژدہ دوست ہے... یہاں آپ لوگ بٹا یہ یہ

سوچیں کہ یہ تو سائنس دان تھے، ڈاکو کیسے بن گئے، تو اس کا جواب
یہ ہے کہ اپنے ملک سے یہ ایک بیلی ایسی کر کے ہی بیوپ ہے تھے۔
اب میں آپ کو ان کا چہرہ بھی دکھا دیں۔ کیوں کہ یہاں پر فیسر
ڈاکر بھی کو موجود ہیں؟
یہ کہتے ہوئے وہ آٹھے اور پرو فیسر کیلاوں کی چہرے سے ڈال رہا
نچھ لی۔ یہ دبی صورت تھی جو وہ تی وی پر دیکھتے رہے تھے۔ ڈاکر
جیسا ایک بار اور جیکے اس کی ناک کے نہضوں میں انگلیاں ڈال
کر ایک جھکتا دیا... پلاٹک کا ایک لمکڑا اسے اسکو ہشیہ کے ہاتھ
میں آگا۔ دوسرے ہی لے انہوں نے پرو فیسر ڈاکر کی چیخ سنی:
ڈاکر یہی دوست - تو نے پر کیا گیا؟
مگر ان کے دوست کے منڈے کوئی لفڑتہ نہ بخل سکا... اس
کی ایک آنکھ پر پیش بندھی ہوئی تھی اور دوسری آنکھ شرم سے بند
ہو گئی تھی... ان کی زندگی کا حیرت انگیر ترین مجرم ان کے سامنے
پڑا تھا اور وہ سب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھو رہے تھے۔

